no 77

ماہنامہ ہجرت

ہم کسی کو یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے
معاملات میں مداخلت کرے اور روسی نجیب کو
جبراً ہم پر مسلط کرے۔ حکمتیار

ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک ایک مستقل اسلامی افغانستان کے قیام تک جہاد جاری رکھیں گے: حکمتیار

افغان مجاہدین مقبوضہ کشمیر کے
حالات سے لاتعلق نہیں رہ سکتے: حکمتیار

پشاور ۲۱ جنوری (نمائندہ ہجرت) حزب اسلامی افغانستان کے امیر انجینئر گلبدین حکمتیار کی طرف سے جاری کردہ ایک اخباری بیان میں مقبوضہ کشمیر اور آذربائیجان میں بڑے پیمانے پر مسلمانوں کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان علاقوں کے مسلمانوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ وہ خود کو تنہا نہ سمجھیں تمام دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی امداد و تائید کیلئے دوڑیں اور آگے بڑھیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ افغان مجاہدین اپنے ان مسلمان بھائیوں کے حالات سے لاتعلق نہیں رہ سکتے اور اس سلسلے میں امداد و تعاون سے منہ نہیں موڑیں گے۔

بیان میں روسی راہنما میخائل گورباچوف اور بھارتی وزیر اعظم وی پی سنگھ کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ ٹھنڈے دماغ سے اس مسئلے کو لیں اور طاقت کے استعمال سے گریز کریں۔ خصوصاً روس کو افغانستان میں شکست کے بعد کسی بھی جگہ مسلمانوں کے خلاف طاقت کے استعمال سے دسویں بار سوچنا چاہیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً

ماہنامہ

ہجرت

سرپرست

کلچرل کمیٹی حزب اسلامی افغانستان

مدیر مسئول: محمد خلیل مہتمم: عبدالبصیر

جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۶۷ مسلسل نمبر ۷۷ جنوری ۱۹۹۰ء رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

اس شمارہ میں

۱: پروفیسر سیاف کا انتخابی فارمولا (اداریہ)

۲: کشمیری مجاہدین اور آذربائیجانی حریت پسندوں کے نام حکمت یار کا پیغام۔

۳: ۲۷ دسمبر کو روسی جارحیت کی دسویں سالگرہ کے موقع پر حکمت یار کا خطاب

۴: افغان مجاہد عوام کی نمائندہ حکومت ہی تمام مسائل کو حل کر سکتی ہے۔

۵: ایک تاجکی نومسلم سے انٹرویو

۶: جہاد افغانستان نے ساری دنیا سے کمیونزم کا جنازہ نکال دیا ہے۔

۷: ربانی کے نام حکمت یار کا خط

۸: افغان مجاہدین کو بدنام کرنے کی مہم

۹: ووٹنگ کے بغیر انتخابات نہیں ہوتے۔

۱۰: سوویت یونین کا اعترافِ جرم

۱۱: جہاد کیوں

۱۲: ارکان گوشۂ تاریخ میں

۱۳: اسلام سے روسیوں کی دشمنی

۱۴: جہاد کشمیر میں حصہ لینا ہر مسلمان کا فرض ہے

۱۵: جہاد افغانستان نے کمیونزم کی کمر توڑ دی ہے

۱۶: مجاہدین سے ملنے والا نائب وزیر کی پریس کانفرنس

۱۷: محاذ جنگ کی خبریں۔

پتہ

دفتر: ماہنامہ ہجرت

ثقافتی کمیٹی حزب اسلامی افغانستان

پوسٹ بکس نمبر ۲۹۴ پشاور۔ پاکستان

P.O. BOX-294

PESHAWAR PAKISTAN

قیمت فی پرچہ ۶/- روپیہ۔ اکاؤنٹ نمبر ۸-۱۸۰۹۲ حبیب بینک چوک یادگار پشاور

پروفیسر سیاف کا انتخابی فارمولا افغان عوام کی اُمنگوں کی ترجمانی نہیں کرتا

عبوری افغان حکومت کے وزیراعظم پروفیسر عبدرب الرسول سیاف نے ۱۷ جنوری ۱۹۹۰ء کو ایک پریس کانفرنس کے دوران افغان عبوری حکومت کی طرف سے سولہ نکات پر مشتمل ایک انتخابی فارمولے کا اعلان کر کے افغانوں اور غیر افغانوں کو حیرت زدہ کر دیا کیونکہ یہ فارمولا جب موجودہ الیکشن کمشن کو پیش کر دیا گیا تھا تو کمیشن نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اور یہ بات اس لیے بھی حقیقت کے قریب ہے کہ فارمولے کا اعلان الیکشن کمشنر پیر سید احمد گیلانی کو کرنا چاہیئے تھا جو نہ صرف عبوری حکومت کے چیف جسٹس اور الیکشن کمشنر ہیں بلکہ ایک پارٹی کے سربراہ بھی ہیں لیکن خود انہیں بھی اس فارمولے سے مکمل اتفاق نہیں تھا۔

حزب اسلامی افغانستان کے مجاہد راہنما انجنیئر گلبدین حکمتیار نے اس الیکشن فارمولے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ الیکشن نہیں بلکہ سلیکشن کا فارمولا ہے۔ اس کے ذریعے موجودہ عبوری حکومت کی مدت میں اضافہ مطلوب ہے۔ اس کے ذریعے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی اس میں عوامی رائے کا احترام کرتے ہوئے حق رائے دہی دیا گیا ہے اور یہ طریقہ کار انتخابات کے مروجہ اصولوں اور طریقہ کار کی نفی کرتا ہے کہ اس میں نہ ووٹر ہیں نہ بیلٹ پیپر اور نہ ہی بیلٹ بکس۔ حزب اسلامی کی سیاسی کمیٹی کی جانب سے جاری کردہ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ اس فارمولے کے تحت ان غیر ملکی ہاتھوں کو مضبوط کیا جانا مقصود ہے جو عبوری حکومت کو پشاور کے کرائے کے بنگلوں اور کاغذ کی حد تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ حزب اسلامی نے مطالبہ کیا ہے کہ انتخابات کا انعقاد کرایا جائے کہ اس کے بغیر کسی دوسرے طریقے سے مضبوط حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ جب کہ اس وقت افغانستان کو پوری

قوم کی حمایت یافتہ ایک نمائندہ حکومت کی ضرورت ہے۔ حزبِ اسلامی نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ مجاہدین، مہاجرین اور آزاد علاقوں کے باشندوں کو افغانستان میں مستقبل کی حکومت کے انتخاب کا حق دیا جائے۔ حزبِ اسلامی نے خبردار کیا ہے کہ قوم کسی بھی نامزد شوریٰ یا حکومت کو قبول نہیں کرے گی۔ چند لیڈروں یا دوسرے محدود گروپوں کو پوری قوم کو حق خود اختیاری سے محروم کرنے اور انہیں ان کے ووٹ کا حق چھیننے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ایرانی نو جماعتی شیعہ افغان اتحاد کے ترجمان محقق اور حرکت انقلاب اسلامی مولوی نصراللہ منصور گروپ کے سیکرٹری جنرل کے دستخطوں سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز میں بھی اس فارمولے کو مسترد کر دیا ہے۔ منصور گروپ کے ترجمان نے کہا ہے کہ ہم اس سلیکشن فارمولے کو تسلیم نہیں کر سکتے اور ہم ایک الگ فارمولا پیش کریں گے جو دیگر تنظیموں کے مشورے سے تیار کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عبوری حکومت نے بیس سال پرانے انتخابی حلقے برقرار رکھ کر ایک اور خیانت کی ہے کیونکہ آبادی میں کمی بیشی کے باعث یہ حلقے برقرار رکھنا اصول، منطق اور قانون کے خلاف ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ افغانستان میں انتخابات کے انعقاد کے لیے مناسب ترین وقت جون اور جولائی کے مہینے ہیں جن میں سردی کا زور کم ہوتا ہے۔

جبہہ متحدہ اسلامی افغانستان (شیعہ) کے سربراہ حجت الاسلام آقائے علی اکبر مصباح جوان دو دن پشاور کے دورے پر ہیں، نے باقاعدہ ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کر کے عبوری حکومت کی چھ تنظیموں کے درپیش کردہ الیکشن فارمولے کو مسترد کر دیا اور کہا کہ ان کی تنظیم اصولی طور پر انتخابات کے حق میں ہے لیکن پروفیسر سیاف نے جو فارمولا پیش کر دیا ہے۔ اس کے بارے میں تمام جہادی قوتوں اور پارٹیوں کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے۔ اکثر جہادی قوتوں نے اسے مسترد کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دیگر تنظیموں سے صلاح مشورے کے بعد ایک قابلِ قبول فارمولا پیش کریں گے۔

ایک اور شیعہ افغان تنظیم سازمانِ نصر کے ایک مرکزی رہنما حجت الاسلام آقائے شفق نے بھی ایک اخباری بیان میں پروفیسر سیاف کے فارمولے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ چھ پارٹیوں کے رہنماؤں کو دوسری جہادی قوتوں اور پارٹیوں کو اعتماد میں لیے بغیر کوئی فارمولا دینے کا اختیار نہیں۔ اپنے بیان میں آقائے شفق نے انجینئر گلبدین حکمتیار کے اس موقف کی حمایت کی ہے کہ بالغ رائے دہی

کی بنیاد پر ہر آدمی کو ووٹ کا حق ہونا چاہیے اور یہ کہ نامزدگیاں مسئلے کا حل نہیں ۔

ممتاز افغان دانشور اور سابق افغان پارلیمنٹ کے رکن فاتح الملک ننگ یوسف زئی نے بھی اس فارمولے کو انتخابات کے نام پر نامزدگیاں قرار دیا ہے ۔ اور خبردار کیا ہے کہ عوامی رائے کو نظرانداز کرنے والے حالات کی رو میں خود تنکوں کی طرح بہہ جائیں گے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ نامزدگیوں کا یہ جال اس لیے بچھایا جا رہا ہے کہ جہاں لاکھوں عوام کو نہیں خریدا جا سکتا وہاں گنتی کے چند نامزد چہرے آسانی سے خریدے جا سکتے ہیں ۔ اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے عوام کی عزت و عظمت کو نظرانداز کیا تاریخ نے بھی ان لوگوں کو نظرانداز کیا ہے ۔ اور عوامی غیض و غضب کی طوفانی لہروں نے ایسے خودغرض عناصر کو ہلکے پھلکے تنکوں کی طرح بہا کر سیاسی فضا کی گہرائیوں میں ڈبو کر رکھ دیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم افغان عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے ۔

مبصرین کے مطابق افغان عبوری حکومت نے جس انتخابی فارمولے کا اعلان کیا ہے ۔ اس کا طریق کار کچھ یوں ہے کہ اس کے تحت سابق شاہ ظاہر شاہ اور دیگر سابق حکمران بھی آسانی کے ساتھ منتخب ہو سکتے ہیں ۔ مبصرین کے مطابق اگر روسی سفارت کار ارسن کوف کے مطابق فروری میں ہونے والی روس ، امریکہ وزرائے خارجہ ملاقات میں افغان مسئلے اور اس کے حوالے سے سابق شاہ کے کردار پر بھی بات ہوگی اور چونکہ دونوں طاقتیں سابق شاہ کی واپسی پر بہرحال متفق ہیں اور غالباً گزشتہ ہفتوں میں امریکی سفارت کار نے تواتر کے ساتھ پشاور کے دوروں کے دوران عبوری حکومت کے رہنماؤں سے ملاقاتوں کے دوران سابق شاہ کے کردار پر زور دیا ہے ۔ چنانچہ بظاہر یوں دکھائی دیتا ہے گویا یہ فارمولا سپر طاقتوں کی خواہشات کو پیش نظر رکھ کر وضع کیا گیا ہے تاکہ عوام میں ناپسندیدہ افراد کے انتخاب کے لیے راہ ہموار کی جا سکے ۔

روزنامہ جنگ نے اپنے ۲۲ جنوری کے شمارے میں "پروفیسر سیاف کا فارمولا" کے عنوان سے کیا خوب لکھا ہے کہ افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم پروفیسر سیاف نے اگلے روز آزاد افغانستان کے علاقوں میں انتخابات کے لیے جو سولہ نکاتی فارمولا پیش کیا تھا پاکستان میں افغان مجاہدین کے ایک قابل ذکر گروپ حزب اسلامی کے سربراہ انجینئر گلبدین حکمتیار نے اسے مسترد کر دیا ہے ۔ گزشتہ نومبر میں افغان عبوری حکومت کے ایک سرکردہ راہنما اور چیف الیکشن کمشنر سید احمد گیلانی نے جو انتخابی پروگرام جاری کیا تھا یہ پروفیسر سیاف کا سولہ نکاتی فارمولا اس کے صریحاً خلاف اور برعکس ہے ۔ اس پروگرام کے مطابق

افغانستان کے دو سو ستر اضلاع میں انتخابات کا جو طریق کار وضع کیا گیا ہے وہ مکمل طور پر نامزدگیوں پر مشتمل ہے اور بالغ رائے دہی کی بنیاد پر عبوری طریقے سے انتخابات اور عوام کے مینڈیٹ سے ایک جمہوری حکومت کی تشکیل کا اس میں کوئی ذکر تک نہیں بلکہ جس انداز میں نامزدگیوں کا طریق کار طے کیا گیا ہے اس سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ افغان عوام پر پھر ایک مرتبہ قبائلی نظام مسلط کر دیا جائے گا کیوں کہ اور ممکنات میں ان کو شریک کرنے کے لیے کوئی راستہ نہیں رکھا گیا۔ افغان حکومت نے دس سال تک جان و مال کی جو قربانیاں دی ہیں وہ اس لیے نہیں تھیں کہ چند بااثر افراد قبائلی سردار دوبارہ عوام پر مسلط ہو جائیں اور عوام کو حق رائے دہی سے بھی محروم رکھا جائے۔ اس وقت افغان تنازعہ نہایت نازک مرحلے میں داخل ہو گیا ہے روس امریکہ اس سے جان چھڑانے اور ظاہر شاہ کو دوبارہ عوام پر مسلط کرنے کی فکر میں ہیں ممکن ہے بعض افغان راہنما بھی ظاہر شاہ سے اپنی قربت یا عزیز داری کی وجہ سے روس اور امریکہ کے بچھائے ہوئے اس جال میں پھنس گئے ہوں لہذا ان سے افغان راہنماؤں اور عوام کو ہوشیار رہنا ہو گا۔ آزاد علاقوں میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات سے تشکیل پانے والی حکومت ہی افغان عوام کی صحیح نمائندہ حکومت ہو گی اس سے بیرونی دنیا میں افغان مسئلہ کی اہمیت بڑھے گی اور آزاد ممالک اس نئی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار ہوں گے عبوری افغان حکومت کو اکثر ممالک نے اس لیے تسلیم نہیں کیا تھا کہ یہ نامزدگیوں کا نتیجہ تھی۔ افغان راہنماؤں کو طریق انتخاب میں متناسب نمائندگی پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ صرف اسی طریقے سے تمام گروپوں کو حکومت میں بھرپور نمائندگی مل سکتی ہے۔ جہاں تک پر دنیبر سیاف کے سولہ نکاتی فارمولا کا تعلق ہے وہ افغان عوام کے اُمنگوں کی ترجمانی نہیں کرتا۔

کشمیری مجاہدین اور آذربائیجان حریت پسندوں کے نام حکمتیار کا پیغام

ہر وہ قوم جو آزادی کے حصول کے لیے قربانی دینے کے لیے آمادہ ہو کسی اور کی غلامی برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہو اسے دنیا کی کوئی بھی طاقت فوج کے ذریعے غلام نہیں بنا سکتی۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمان مجاہدین انشاءاللہ تعالیٰ افغان مجاہدین کی طرح اپنی آزادی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کشمیر میں ہندوستان کو افغانستان میں روس کی ناکام تجربوں اور اُن کے فوجیوں کی ذلت آمیز شکست سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر روس قادر نہ ہو سکا کہ افغانستان کے ایک چھوٹے ملک کو فوجی حملے کے ذریعے اپنے قبضے میں لے ہندوستان بھی نہیں رکھ سکتا ہے کہ کشمیر کے حریت پسند مسلمانوں کو فوجی حملے کے ذریعے زیر کر کے اپنی غلامی کی زنجیر میں جکڑ دیں، ہندوستان کو چاہیئے کہ وہ کشمیر کے مسلمانوں کی حق خود ارادی کا احترام کرے۔

ہم اپنے کشمیری مسلمان بھائیوں کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ کشمیر کے جیالے مجاہد عوام صبر و استقامت کے ساتھ اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔

کشمیری مجاہد بھائیوں کو افغان مجاہد عوام کا یہ پیغام ہے کہ وہ اپنی کامیابی صرف صبر اور استقامت ہی میں تلاش کریں۔ اقوام متحدہ کے قراردادوں اور تائید کے ذریعہ نہ تو بیرونی مداخلت اور تجاوز کا سدِباب کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی قوموں کی آزادی برقرار رہ سکتی ہے۔

افغان مجاہدین کے ہاتھوں روسی افواج کی شکست کے بعد دنیا کے محکوم اور مظلوم اقوام کی آزادی کا دور شروع ہو چکا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ دنیا کی تمام محکوم اقوام اپنی جدوجہد آزادی کی تحریک میں کامیاب و سرخرو ہو جائیں۔ اسی طرح ہم آذربائیجان کے ان مظلوم عوام سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ جو روسی استبداد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم آذربائیجان پر روسی افواج کے ظلم و تجاوز کی مذمت کرتے ہیں۔ کشمیر پر ہندوستان کی اور آذربائیجان پر روسی تجاوز کے ساتھ ساتھ بعض مغربی ممالک کی جانبداری سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر اسلامی طاقتیں مسلمانوں کی ہمدرد اور دوست نہیں اور انہوں نے ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کے خلاف ایکدوسرے کا ساتھ دیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اسکی بجائے کہ کسی استعماری طاقت پر بھروسہ کریں مسلمان خود ایکدوسرے پر تکیہ اور بھروسہ کریں ایکدوسرے کا ساتھ دیں اور متحد ہو جائیں۔ صرف اور صرف ایک ہی اللہ پر توکل کریں اس لیے کہ اللہ ہی قوی اور عزیز ہے۔ اور وہی مسلمانوں کیلئے کافی ہے۔: ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ نعم المولیٰ ونعم النصیر

انجینئر گلبدین حکمتیار امیر حزب اسلامی افغانستان

۲۷ دسمبر کو روسی جارحیت کی دسویں سالگرہ کے موقع پر

مجاہدین کے ایک بڑے جلسے سے

انجنیئر گلبدین حکمتیار کا ایمان افروز خطاب

(رپورٹ :- سلطان صدیقی)

افغانستان میں روسی فوجی جارحیت کی دسویں سالگرہ ، ۲۷ دسمبر کو افغان مہاجرین کے کیمپوں میں یومِ سیاہ کے طور پر منائی گئی۔ اس موقع پر مجاہد تنظیموں اور عبوری حکومت کی طرف سے مختلف مقامات پر جلسے منعقد کئے گئے۔ سب سے بڑا جلسہ جس میں کم از کم ڈیڑھ لاکھ افراد نے شرکت کی حزب اسلامی افغانستان کے زیر اہتمام پشاور کے قریب حیات آباد میں منعقد ہوا۔

حزب اسلامی کے امیر انجنیئر گلبدین حکمت یار نے اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج اسی تاریخی اجتماع میں ۲۷ دسمبر (شششِ جلی) کے سانحے کی ہم اس حال میں مذمت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے روسی فوجیں ہمارے ملک سے نکلی ہیں۔ دس سال قبل جب روسی افواج نے غرور و تکبر میں مست ہمارے ملک پر جارحیت کی۔ امین کی حکومت چند گھنٹوں میں ختم کی اور ببرک کو لا بٹھایا گیا تو دنیا یہ سوچ رہی تھی کہ روسی جارحیت کا یہ اقدام روسی سرخ سامراج کی ایک اور فتح ہے۔ دنیا روس کو واحد غالب اور فاتح قوت سمجھتی تھی۔ دنیا میں ہر جگہ انقلاب کے پیچھے کمیونزم اور کمیونسٹ قوت تھی۔ ایشیا۔ افریقہ، یورپ اور لاطینی امریکہ ہر جگہ کمیونزم بڑھ رہا تھا۔ مغربی دنیا یورپ اور امریکہ فوجی اور فکری و نظریاتی لحاظ سے کمیونزم کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ویت نام میں امریکہ کو شکست ہوئی تھی اور ایشیا، افریقہ و لاطینی امریکہ میں کمیونسٹوں کے لئے مملکتیں خالی کی جا رہی تھی۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ افغانستان میں روس کو شکست فاش ہوگی۔ مگر مالک الملک اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت تھی جس نے روس جیسی طاقت کو اس جنگ میں شکست سے

دوچار کردیا۔ حالانکہ مادی لحاظ سے یہ غیر متناسب جنگ تھی۔ جنگ کے فریق مادی قدرت وطاقت کے مالک نہ تھی۔ ان میں برابری نہیں تھی۔ چنانچہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ افغان مجاہدین کے ہاتھوں روس کو شکست ہوگی اور یہ ایک ایسی شکست ہوگی۔

> جن لوگوں نے اسلامی نظام کے لیے جہاد کیا اور قربانیاں دیں وہ اکیلے عسکری فتح پر اکتفا نہ کریں بلکہ اسلامی انقلاب کے راستے پہ چلتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی شریعت کے نفاذ کے لیے کام کریں۔

جس کے بعد روسی استعمار کا استحکام ڈھواں ڈول ہوگا۔ اور اس کی مقبوضہ ریاستوں اور ملکوں کو آزادی ملے گی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ماسکو کے قبضے میں جکڑے ہوئے ممالک یکے بعد دیگرے آزاد ہو رہے ہیں یہاں تک کہ وہ ممالک روس کے ہاتھوں سے نکل گئے جو نہ صرف افغانستان میں روسی فوجی جارحیت کی حمایت کر رہے تھے بلکہ انہوں نے روسی فوجوں کی حمایت میں اپنی فوجیں افغانستان بھیج دی تھیں۔

حکمت یار نے کہا کہ یہ درست ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ مظلوموں کی فریاد سنتا ہے اور ظالموں سے ان کا انتقام لیتا ہے انھوں نے قرآن مجید کی آیات سنائیں جس میں عاد اور ثمود اور فرعون کی تباہی کا ذکر تھا اور کہا کہ اللہ ظالموں کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سے کوئی خود کو چھڑا نہیں سکتا اور وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ افغان ملت اس عظیم تاریخی لڑائی کی فاتح ہے۔ افغانوں نے محکوم اقوام کو آزادی کی راہ دکھائی ہے۔ جو بھی قوم یا ملک استعمار سے آزادی لے گا اسے افغانوں کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ انھوں نے مشرقی یورپ کے ممالک کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ افغانوں کا جہاد تھا جس نے ان محکوم اقوام میں آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور نکلنے کی ہمت پیدا کردی۔

افغان رہنما نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو اس فتح نے اسلام کے سابقہ دشمنوں کو جھنجھوڑا ہے — وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ اسلام غلامی سے نکلے۔ آزاد ہو کر اور بڑی قوتوں کے لئے چیلنج بن سکے یہی قوتیں اب سازشیں کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ کسی طریقے سے مجاہدین کا اتحاد ختم ہو۔ وہ اس مقصد کے لئے افغانوں میں زبان، نسل اور علاقے کی بنیاد پر چھوٹے چھوٹے گروپ بنانا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو خرید کر اپنے مقاصد کے لئے منظم کر رہے ہیں تاکہ انھیں اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر سکیں۔ اس کے لئے واشنگٹن اور ماسکو آپس میں متحد ہیں یہ دونوں اب اس دور سے نکلے ہیں۔ جب افغانستان بحران کے موقف میں اختلاف تھا۔ اب ان کا ایک مشترکہ ہدف اور مقصد ہے کہ اس علاقے میں اسلام نہ آئے۔ وہ مجاہدین کی منظم متحدہ اسلامی قوت ختم کرنا چاہتے ہیں کیونکہ متحدہ منظم قوت کے بغیر اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہیں آ سکتا۔ اس طرح وہ اس اسلامی حکومت کا راستہ روکنا چاہتے ہیں انھوں نے کہا کہ حزب اسلامی کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ اپنے غلام پیدا کر کے انھیں شہرت دینے کے لئے بڑے پیمانے پر تشہیر کر رہے ہیں اور انھیں اسلحہ فراہم کر کے حزب اسلامی کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ آج حزب اسلامی ہر طرف سے اسلام دشمنوں کا ہدف بنا ہے۔ لیکن اللہ کے فضل وکرم سے یہ سازشیں ناکام ہوں گی۔ اور افغانستان میں اسلام نافذ ہوگا چاہیئے تو یہ تھا کہ دوسری استعماری طاقتیں افغانستان میں روس کی شکست

> ہم اپنی ملت کی رضامندی سے منتخب اسلامی حکومت کے قیام تک جہاد جاری رکھیں گے اور ہر غیر منتخب حکومت کی اس طرح مخالفت کریں گے جس طرح نجیب وغیرہ کی کرتے رہے ہیں۔

سے عبرت پکڑتی اور درس لیتی اور افغانستان کے معاملات میں مداخلت سے گریز کرتیں۔ لیکن وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ شاید وہ روس کی خالی جگہ لے سکیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مجاہدین استعماری قوتوں کی ان سازشوں کو ناکام بنا کر انھیں رسوا کر

وہی جن لوگوں نے اسلامی نظام کے لئے جہاد کیا اور قربانیاں دیں وہ اکیلے عسکری فتح پر اکتفا نہ کریں۔ روسی انخلاء کے بعد وہ اسلامی انقلاب کے راستے پر چلتے ہوئے عدل و انصاف پر مبنی شریعت کے نفاذ کے لئے کام کریں تاکہ چند اشخاص کی حکومت قائم نہ ہو "کودتا" کے ذریعے حکومتیں بدلنے کا راستہ بند ہو اور پوری ملت کی رضامندی سے ایک ایسی حکومت بنے جو مستحکم ہو۔ قومی دفاع کی اہل ہو اور جسے عوام کی رائے و رضامندی سے حکومت و اقتدار منتقل ہوا ور جو اسلامی نظام نافذ کرے۔

گلبدین حکمت یار نے کہا کہ اب جبکہ مجاہدین کے ہاتھوں کمیونزم کو زوال آیا ہے تو اب کمیونزم نجات کا راستہ نہیں رہا۔ وہ انسانی بھلائی میں ناکام رہا ہے۔ دوسری جانب مغرب پہلے سے انسانی بھلائی میں ناکام تھا۔ مغرب سے نفرت کے نتیجے میں کمیونزم پیدا ہوا ہے۔ مغرب کمیونزم کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ مغرب فحاشی و عریانی بداخلاقی اور ہم جنس پرستی میں مبتلا ہے وہ اپنے اخلاقی انحطاط کی وجہ سے کمیونزم کے مقابلے سے عاجز ہے۔ وہاں ایڈز کی بیماری عام ہے پریشانی و اضطراب کی وجہ سے شرح اموات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہپی ازم اختیار کیا جارہا ہے۔ آج شراب، ہیروئن وغیرہ کے خلاف نعرے۔ مغرب دوسرے ممالک کے معاملات میں مداخلت کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں مغرب سے نکلی ہیں خود مغرب اس کے علاج سے عاجز ہے۔ ان کی اقتصادی حالت ٹھیک نہیں۔ اس نظام کی ناکامی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہاں جانوروں

> ہم نے روسیوں پر ثابت کردیا ہے کہ افغانستان چیکوسلواکیہ نہیں اس طرح ہم امریکہ کو بھی بتانا چاہتے ہیں کہ وہ افغانستان کو پانامہ نہ سمجھے۔

کی نسلیں تو بڑھائی جارہی ہیں لیکن انسانی نسل ختم کی جارہی ہے۔ جس روز ایشیا اور افریقہ میں مغربی ممالک کے اسلحہ کی مارکیٹیں بند ہو جائیں گی تو ان کا زوال اسی روز سے شروع ہو گا اور یہ اقتصادی طور پر ختم ہو جائیں گے۔ مغرب اور مشرق کی ان نظاموں سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم کی ناکامی کے بعد اب اسلام کے لئے موقعہ ہے کہ آگے بڑھیں اور اس خلا کو پر کریں۔ اسلامی قوتوں کو یہ خلا پر کرنے کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے۔

انھوں نے کہا کہ عنقریب کابل رژیم ختم ہوگئی۔ ہم نے ہمیشہ اس بات پر اصرار کیا ہے کہ تمام مجاہد قوتیں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر متحد ہوں تاکہ دشمن کا مقابلہ بہتر طور پر کیا جاسکے ہم متناسب

> جب تک موجودہ کٹھ پتلی حکومت کو ختم نہ کیا جائے اور افغان عوام کی مرضی سے حکومت نہ بنے جنگ بندی کی باتیں عبث اور بیکار ہیں۔

نمائندگی کی بنا پر اہل الرائے افراد کا ایک با اختیار شوریٰ چاہتے جو کہ ملک کے لئے ایک بنیادی قانون بنائے۔ منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کرے۔ اصول و قواعد وضع کرے۔ اختیارات و ذمہ داریوں کی تقسیم و نشاندہی کرے اور یوں ایک ایسا راستہ اپنایا جائے کہ ہمیشہ کے لئے "کودتا" کا راستہ بند ہو۔ ایک منتخب شوریٰ اور حکومت ہی ختم ہونے والی کابل رژیم کی جگہ لے سکتی ہے لیکن افسوس کہ بعض کم فہم اور کم عقل دوست ہمارے ارادے کو نہیں سمجھتے اور دشمن کی حمایت کرتے رہتے ہیں۔ جو لوگ غیروں کے ذریعے اقتدار تک پہنچنا چاہتے ہیں ہم ان سے کوئی گلہ نہیں کرتے لیکن جو لوگ اسلام کے ساتھ اپنے خلوص کا اظہار کرتے ہیں ان سے ہم ضرور اس بات پر گلہ مند ہیں جو اس موقف کی حمایت نہیں کرتے جو اس کے حق میں ہو اور ان کی حمایت کرتے ہیں جو غیروں کو مداخلت کی راہ دکھاتے ہیں وہ ایسی صورت چاہتے ہیں جس میں بیٹا ولی عہد ہو اور شوریٰ کے ارکان گھرانے اور خاندان کے افراد ہوں جن کے لئے کوئی اصول و ضوابط نہیں ہوتے لیکن ہم کسی کو یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ ہماری ملت پر شخصی و خاندانی حکومت قائم کرے

حکمت یار نے کہا کہ ہم اپنے ملک کے بحران کے حل کے لئے چند تجاویز رکھتے ہیں اور جب تک جنگ کے دوام کے بغیر دوسری کوئی راہ نہ ہو جنگ جاری رکھنے پر اصرار کرتے ہیں مگر شہریوں کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ شہروں پر بڑے حملے نہیں کرتے۔ آبادیوں پر راکٹ نہیں برساتے بلکہ اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہمارے لئے

اور تجویز لائحہ عمل یہ ہے کہ ہم راستے بند کریں گے اور فوجی مراکز پر دباؤ بڑھائیں گے۔ ساتھ ہی ہم فوج کو موقعہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ آگے بڑھے فوراً رژیم کو ختم کرے اور پھر فوج میں موجود غیر پارٹی رکن افسران کابل کے اطراف میں موجود مجاہد کمانڈروں کے تعاون واشتراک سے ایک انقلابی کونسل تشکیل دے۔ چھ ماہ کے اندر انتخابات کا انعقاد کریں اور پھر منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کردے اس میں فوج کا کردار صرف اتنا ہے کہ وہ اس رژیم کو ختم کر کے جنگ کا اختتام مجاہدین کے حق میں کرے۔ انتخابات کی نگرانی ایک بااختیار الیکشن کمیشن کرے۔

انہوں نے کہا کہ فوج ایسی زوال پذیر حکومت کے دوام کے لئے ملت کی مخالفت نہیں کرے گی۔ فوجی افسران آئے روز مجاہدین سے ملنے کی کوشش کرتے رہے ہیں فوج میں رژیم کا اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رژیم کے اپنے تحفظ کے لئے سپیشل گارڈ اور خصوصی ملیشیا دستے قائم کر رکھے ہیں اور حال ہی میں فوجی افسروں کی گرفتاری اس بات کا بین ثبوت ہے کہ رژیم اور فوج میں باہمی اعتماد نہیں رہا۔ اس سال رژیم نے کئی بار فوجی افسر پکڑے۔ یہ آخری

> **ہم کسی کو یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرے اور روس نجیب کی جگہ امریکی نجیب ہم پر مسلط کرے۔**

گرفتاری کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کابل رژیم نے انھیں حزب اسلامی کے افراد ظاہر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دو ماہ قبل وزارت اطلاعات دولتی (د۔ا) کے اہل کاروں نے کابل میں حکومت کا ایک اہل کار ضیاء کو گرفتار کیا۔ اسے تعذیب اور تشدد سے مجبور کیا کہ ان باتوں کا اقرار کرے جو وہ ان سے اگلوانا چاہیئے۔ چونکہ رژیم بعض فوجی افسران کو گرفتار کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی اس لئے ان نام ضیاء سے اگلوائے اور انہیں گرفتار کیا۔ ان فوجی افسران میں جلال آباد کے کور کمانڈر اور ملٹری شوریٰ کے رکن جنرل احمد نجیب وائرلیس کے انچارج کمانڈر جنرل حلیم۔ لیفٹیننٹ جنرل ڈگروال شریف اور جنرل ولی شاہ شامل ہیں۔ وزیر دفاع جنرل شاہ نواز تنی نے اس پر اعتراض کیا اور نجیب سے مطالبہ کیا کہ انہیں رہا کرو۔ نجیب نے اس کی نہ

صرف یہ بات نہ مانی بلکہ اسے وزارت دفاع کی جانب سے "کودتا" کا خطرہ ہوا اور اس نے گارڈ خاص سے وزارت دفاع کا محاصرہ کروایا۔ جواب میں دارالامان کے علاقے میں موجود فوجی دستوں نے وزارت دفاع کے حق میں اور حکومت کے خلاف جا کر گارڈ خاص کو محاصرہ میں لیا۔ باہمی صلح کے لئے روس سے ایک روسی وفد آیا۔ اور شاہ نواز تنی کو روس کا سفیر بنانے کی تجویز دی جسے مسترد کیا اور مطالبہ کیا کہ گرفتار افسران کو رہا کیا جائے۔ سپیشل گارڈ کی مراعات ختم کی جائے وفد نے یہ باتیں مانی۔ بعض فوجی افسر رہا کر دیے گئے مگر تعذیب سے ان کی جسمانی حالت اتنی خراب تھی کہ رہا ہوتے ہی انہیں ہسپتالوں میں داخل کرنا پڑا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گویا حزب اسلامی کا ایک منصوبہ تھا رژیم کے خلاف اور وہ ناکام ہوا۔ یہ سراسر غلط پروپیگنڈہ ہے۔ اس سے حکومت فوج میں خوف پھیلانا چاہتی ہے۔ کابل میں ہمارا کام منظم ہے۔ حکومت کے لئے یہ آسان نہیں کہ ایک جگہ ایک آدمی کے پکڑنے سے دوسری جگہوں میں گرفتاری کر سکے کیونکہ ہمارا کام چھوٹے چھوٹے محدود حلقوں میں منقسم ہے ہر حلقہ اپنی جگہ کام میں مصروف ہے کسی حلقے میں دس سے زیادہ افراد نہیں اور ایک حلقے کا دوسرے کو علم نہیں۔ کابل رژیم اس غلط پروپیگنڈے سے شہریوں کو بھی یہ اطمینان دلانے کی کوشش کرتی ہے کہ گویا رژیم کو کنٹرول حاصل ہے لیکن مستقبل خود ثابت کر دے گا کہ ان پروپیگنڈوں میں کتنی حقیقت ہے۔

انھوں نے کہا کہ افغان مسئلے کے حل کے لئے ہماری تیسری تجویز یہ ہے کہ باہر سے اسلحہ کی سپلائی بند ہو۔ ہر قسم کی بیرونی مداخلت بند ہو اور ایک ایسی عبوری حکومت پر اتفاق ہو۔ جو رژیم کا راستہ روکے اور چھ ماہ کے اندر انتخابات کا انعقاد کر سکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ باہر سے اسلحہ بند کر دیا جائے اور افغانوں کو باہم چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنا مسئلہ جنگ سے حل کرتے ہیں۔ مذاکرات کے ذریعے کوئی حل ڈھونڈتے ہیں یا انتخابات کی راہ اپناتے ہیں۔ کابل حکومت اس اسلحہ کے زور پر قائم ہے جو روزانہ روس سے اسے پہنچایا جا رہا ہے۔ مجاہدین بیرونی امداد پر تکیہ نہیں کر سکتے غیروں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ہم دونوں طرف اسلحہ کی بندش کی

تجویز مکمل طور پر مجاہدین کے حق میں سمجھتے ہیں۔ جو لوگ قوم و ملت میں بنیاد نہیں رکھتے وہ یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ چونکہ حزب اسلامی کے پاس اسلحہ موجود ہے اس لئے وہ یہ تجویز پیش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم جنگ کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اپنے معاملات میں دوسروں کی مداخلت کا راستہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کو اپنے معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم امریکی مداخلت کے بھی اتنے خلاف ہیں جتنے روس مداخلت کے۔ ہم کسی کو بھی یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرے۔ ہم کسی کو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہیں کہ وہ روسی نجیب کی جگہ امریکی نجیب ہم پر مسلط کرے۔

حکمت یار نے کہا کہ بعض لوگ علاقائی کانفرنس کے انعقاد کی بات کرتے ہیں ایک ایسی کانفرنس جس میں کٹھ پتلی نجیب حکومت بھی شرکت کرے۔ ہم نجیب حکومت کو کسی بھی صورت قبول نہیں کرتے۔ جب تک موجودہ کٹھ پتلی حکومت کو ختم نہ کیا جائے اور افغان عوام کی مرضی سے حکومت نہ بنے جنگ بندی کی باتیں عبث اور بے کار ہیں۔ اسی طرح ہم کسی ایسے علاقائی کانفرنس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کے لئے تیار نہیں جس میں دوسرے ممالک بیٹھ کر ہمارے بارے میں فیصلہ کرے ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ ہماری مستقبل کا فیصلہ کرے۔ ہم اسے افغان عوام کی حق خود ارادیت پر تجاوز سمجھتے ہیں۔ روس نے یہ تجویز اس لئے دی ہے کہ وہ افغانستان میں افغان عوام کو غیر مسلح کرنا چاہتا ہے اور اس لئے روس ان ممالک کا نام لے رہا ہے جو اس موقف کے حامی ہیں۔

افغان رہنما نے واضح کیا کہ ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک ایک مستقل اسلامی افغانستان کے قیام تک جہاد جاری رکھیں گے۔ ہم آخری قطرہ خون اور آخری سانس تک آزاد، مستقل، قوی اور مستحکم افغانستان کے لئے جہاد جاری رکھیں تو کامیاب و کامران ہوں گے۔ ہم قربانی دینے کے لئے تو تیار ہیں ذلت اور غلامی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ آج اگر روسی پارلیمنٹ افغانستان پر روسی جارحیت کی مذمت کرتا ہے اگر وہ واقعی برژنیف پالیسی کی تردید کرتے ہیں تو پھر وہ نجیب مزدور رژیم کی حمایت بند کیوں نہیں کرتا وہ کابل حکومت کو اسلحہ کیوں دے رہا ہے روزانہ سینکڑوں افغان اس اسلحہ سے مارے جاتے رہے ہیں۔ جو روس بھیجا جا رہا ہے۔ ایسے میں ہم کیسے یقین کرلیں کہ برژنیف پالیسی کی مذمت کی جا رہی ہے یہ کتنا تضاد ہے کہ مشرقی یورپ میں روس کمیونزم سے نجات کی تحریکوں کی حمایت کرتا ہے مگر ہمارے ملک میں پندرہ لاکھ افغانوں کی قاتل حکومت کی حمایت کر رہا ہے۔

حکمت یار نے کہا کہ ایک تجویز آئی تھی کہ شہروں پر حملوں کی بجائے شہریوں کو حکومت کے خلاف منظم کیا جائے۔ تاکہ وہ نکلیں اور مظاہرے کریں۔ یہ کام روسی فوجی موجودگی میں مشکل تھی جبکہ اب ایسا کرنا آسان ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اب بھی اس بات کا احتمال ہے کہ کابل رژیم مظاہرے روکنے کے لئے عام لوگوں کا قتل عام کرے اس لئے میری تجویز اور شہریوں کو ہدایت یہ ہے کہ کابل کے شہری ہر رات اپنے گھروں سے تکبیر اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کرے اور کٹھ پتلی رژیم سے اپنی نفرت کا اظہار اور مجاہدین کی حمایت کا اعلان کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں اطمینان دلاتا ہوں کہ کابل کی کٹھ پتلی حکومت بہت جلد ختم ہوگی کوئی بھی اس حکومت کے بقاء کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ میں ایک بار پھر اس تاریخی جلسے میں عہد کرتا ہوں اور آپ بھی ہاتھ اٹھا کر اپنے رب کے ساتھ عہد کریں (حاضرین نے دونوں ہاتھ اٹھا کر عہد کیا) کہ یا تو سبز پرچم تلے آزادی سے زندگی گذاریں گے یا اس وقت تک لڑیں گے کہ اپنے شہید ہونے والے بھائیوں سے جا ملے حاضرین نے اس موقعہ پر لبیک لبیک اللھم لبیک اور دوسرے زبردست نعرے لگائے۔ افغان رہنما نے دوبارہ عہد لیتے ہوئے کہا ہم اپنی ملت کی رضامندی سے منتخب اسلامی حکومت کے قیام تک جہاد جاری رکھیں گے اور ہر غیر منتخب حکومت کی اس طرح مخالفت کریں گے جس طرح نجیب وغیرہ کی کرتے رہے ہیں روسیوں پر ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ افغانستان چیکوسلواکیہ نہیں اسی طرح ہم امریکہ کو بھی بتانا چاہتے ہیں کہ وہ افغانستان کو پانامہ نہ سمجھے۔ آخر میں دو باتوں کو دوبارہ دہراتا ہوں ہم اپنی ملت کیلئے یہ بات شہداء کے خون سے خیانت سمجھتے ہیں کہ ہم زندہ ہوں اور افغانستان میں ایک غیر اسلامی حکومت ہو۔ ہم مسلمان مجاہد ملت کی رضامندی سے اسلامی حکومت کے قیام تک جہاد کو دوام دیں گے اور ہر مسلط کردہ حکومت کا مقابلہ کریں گے۔ جو کوئی بھی مداخلت کرے اس کو ایسا عبرتناک درس دیں گے جو روس کو دیا ہے اور یہ کہ جس طرح روس پر ثابت کر دیا ہے کہ افغانستان، چیکوسلواکیہ نہیں۔ اسی طرح امریکہ پر بھی ثابت کر دیں گے کہ افغانستان پانامہ نہیں۔

عبدالمالک مسلم یار

افغان مجاہد عوام کی نمائندہ حکومت ہی تمام مسائل حل کر سکتی ہے

افغانستان کی تباہی اور بربادی کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ افغانستان کی ماضی کی حکومتوں میں عوام کا ملکی اور حکومتی معاملات اور پالیسیوں میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ طویل عرصے سے افغانستان میں شخصی حکومتیں رہی ہیں اور ایسی حکومتوں میں ملک اور قوم کی تقدیر کے سارے فیصلے صرف فرد واحد کرتا ہے اور کسی فرد واحد کے تمام فیصلے اور پالیسیاں ہرگز ملک اور قوم کے مفاد میں نہیں ہوسکتی ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ افغانستان کے سابقہ حکمرانوں نے اپنی پوری توجہ اور طاقت صرف اپنے ذاتی مفادات کے حصول اور اپنے تخت کی حفاظت پر صَرف کی تھی۔ اور یہ کوششیں کی تھیں کہ عوام میں سیاسی بیداری پیدا نہ ہو جائے۔ افغانستان میں تو یہ جرگہ کے نام سے ایک ادارہ موجود تھا لیکن اس ادارے کو ہرگز یہ اختیارات حاصل نہیں تھے کہ یہ ملکی پالیسی اپنی مرضی سے مرتب کرے یا اس ادارے کو یہ اجازت تھی کہ وہ حکومت کی کسی پالیسی سے اختلاف کرے۔ بلکہ اس ادارے کی حیثیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ اس میں ۳۶ کمیونسٹ اراکین شامل تھے اور ایک کمیونسٹ رکن نے اجلاس کے دوران لینن پر درود بھیجنے کی جسارت بھی کی اور افغانستان کے سابقہ حکمرانوں کی شاہی تخت سے دلچسپی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اپنے تخت اور زندگی کے آخری لمحات میں سردار داؤد اپنے صدارتی محل میں تنہا رہ چکے تھے۔ بے شک کہ اسی دوران عوام کمیونسٹ انقلاب کے خلاف مقابلے کے لئے نکل چکے تھے لیکن وہ اپنے ملک پر کمیونزم ملحدانہ نظام کی تاریکیاں چھا جانے کے خلاف مصروف عمل تھے۔ عوام اپنے دین کی حفاظت اور ملک کی خود مختاری کے لئے کفن سر پہ رکھ کر نکلے تھے۔ عوام کا مقصد کسی کے تخت کی حفاظت کرنا بالکل نہیں تھا۔ افغانستان کی حکومت میں کمیونسٹوں کا عمل دخل اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ ان کی مرضی کے بغیر کوئی بھی ملکی پالیسی نہیں بن سکتی تھی اور اس کے برعکس عوام کو اتنی اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے لئے کوئی ہسپتال، مدرسہ، بجلی یا کوئی کارخانہ لگانے کا مطالبہ کرنے اور ان سب کا کچھ نتیجہ یہ نکلا کہ تقریباً پندرہ

لاکھ افغان عوام وحشی اور ملحد دشمن کی بربریت اور وحشت کا نشانہ بنے۔ لاکھوں معذور بن گئے اور لاکھوں یتیم ہو گئے۔ سارا ملک ہی تباہ، برباد ہو گیا۔

دوسری طرف افغان مجاہد عوام کی اسلام سے محبت، حب الوطنی، جرأت مندی اور سیاسی شعور کا یہ عالم ہے اور اس کا اندازہ ساری دنیا کو بھی ہو گیا کہ اپنے دین اسلام کی حفاظت کرنے کے لئے گزشتہ گیارہ سالوں سے میدانِ جہاد میں کھڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنے کامل ایمان کی قوت پر پوری دنیا سے ایک ملحدانہ اور باطل نظریہ پسپائی پر مجبور کر دیا۔ اپنے دین اور ملک کی آزادی اور خود مختاری کے لئے لاکھوں افغان عوام نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ یہ افغان مجاہد عوام ہی ہیں جنھوں نے دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت کو زبردست عبرتناک اور شرمناک شکست سے دوچار کیا اور اس کی عسکری صلاحیت کو اس حد تک کمزور کر دی کہ وہ اب بمشکل پہلے کی حالت پر آ جائے گی جیسا کہ روس کے صدر گورباچوف کے فوجی مشیر آخرچیف نے اپنے ایک انٹرویو کے دوران کہا ہے کہ جنگِ افغانستان کے سبب روسی افواج اور خصوصاً نوجوان سپاہی اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ اب وہ کبھی بھی پہلے کی حالت پر نہیں آئیں گے اور افغان عوام کو سیاسی شعور کی اس قدر حاصل ہے کہ دشمن کی تمام سیاسی چالیں بروقت ناکام بنا دی ہیں۔ دشمن کی ان سیاسی چالوں میں ایک بڑی چال جنیوا معاہدہ تھا۔ اور اس معاہدے کی تیاری میں بہت زیادہ وقت لگا دیا گیا تھا۔ روس کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے ماہرین نے اس معاہدے کی تیاری پر کام کیا تھا لیکن جیسا کہ جنیوا معاہدہ افغان مجاہد ملت کے خلاف تھا اور بعد کے حالات نے بھی ثابت کر دیا کہ یہ معاہدہ ناقص ہے اور اس سے کبھی بھی افغانستان میں امن قائم نہیں ہو سکتا ہے تو افغان عوام نے اسے دو ٹوک اور صاف الفاظ میں مسترد کر دیا تھا۔ اس معاہدے کے علاوہ دشمن کبھی قومی مصالحتی حکومت کبھی وسیع البنیاد مخلوط حکومت اور کبھی یک طرفہ جنگ بندی کی سیاسی چالیں چلا رہی ہیں لیکن افغان مجاہد عوام کبھی بھی دشمن کی ان سیاسی چالوں میں نہیں آئے ہیں اور ایسی تمام سیاسی تجاویز کو مسترد کر دی ہیں۔

بیشک کہ ہر افغان مسلمان عالم تو نہیں ہے لیکن مجاہد ضرور ہے وطن کو سرخ ریچھوں کے قبضے سے آزاد کرانے اور وطن سے کمیونزم کے اندھیرے دور کرنے کے سلسلے میں ساری افغان قوم بوڑھے، خواتین اور بچے جن مشکلات اور مصائب سے دوچار ہو رہے ہیں اور یہ سب انتہائی صبر اور تحمل سے برداشت کر رہے ہیں یہ افغانوں کی حب الوطنی اور سیاسی شعور کے ایسے بڑے ثبوت ہیں جن کی مثال دنیا کی اقوام کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ جب ایک آٹھ سالہ افغان مہاجر بچے سے پوچھا گیا کہ تم نے کیوں اپنے وطن سے ہجرت کی ہے؟ تو اس نے بہت دکھ بھرے لہجے میں کہا کہ ہم پر روس کمیونزم ملحدانہ نظام مسلط کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور جب اس سے پوچھا گیا کہ بڑا ہو کر تم جہاد کرنے کے لئے جاؤ گے؟ تو اس نے انتہائی پرعزم لہجے میں کہا کہ کیوں نہیں جاؤں گا؛ یہ ایک ایسے افغان مہاجر بچے کے الفاظ اور عزائم ہیں جس نے یہ تو سنا تھا کہ افغانستان ہمارا وطن ہے لیکن اس کو افغانستان یا اپنے گھر کی کوئی نشانی تک یاد نہیں تھی کیونکہ وہ اس وقت شیر خوار بچہ تھا جب اس کے والدین نے ہجرت کی تھی ہر وقت اور ہر صورت میں افغان مجاہد عوام کے ارادے، جدوجہد اور فیصلے دین ملک اور قوم کے مفاد میں ہیں۔ اس لئے افغان مجاہدین کی عبوری حکومت نے اپنے قیام کے وقت جو فیصلہ کیا تھا کہ چھ ماہ میں اس حکومت کو عوام سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا ہوگا۔ اور پھر اس سلسلے میں کچھ کام بھی ہوا تھا اور اب عام انتخابات کے انعقاد کے لئے مقرر کردہ مدت بھی گزر چکی ہے لیکن افغان عبوری حکومت کو چاہیئے کہ جتنی جلد ہو سکے اپنے اس فیصلے کو عملی

صورت دے۔ حکومت میں عوام کی شمولیت یا افغان مجاہد عوام کو اپنے منتخب نمائندوں اور اپنی منتخب حکومت کی صورت میں ملک اور قوم کو بہت سے فوائد ہیں۔ ایک بڑی بات تو یہ ہے کہ حکومت نے قیام کے وقت عام انتخابات کے انعقاد کا جو فیصلہ کیا تھا وہ پورا ہو جائے گا۔ حکومت میں عوام کی براہ راست شمولیت سے مجاہدین اور مہاجرین حوصلوں اور جذبوں کو ایک نیا جوش ملے گا اور پہلے سے زیادہ جوش و خروش سے اپنے نصب العین کی جانب بڑھنے لگیں گے کیونکہ ان کو احساس ہو جائے گا کہ حکومت اور عوام الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ہر صورت میں حکومت ہماری اپنی ہی ہے اور ان کے ذہنوں سے شاہی دور اور کمیونسٹ انتظامیہ کے یک طرفہ، شخصی، ظالمانہ، اسلام دشمنی اور وطن دشمنی کی پالیسیوں اور فیصلوں کے سبب پیدا شدہ غلط اور برے اثرات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے اور افغان عوام اپنے آپ کو ایک نئے دور میں پائیں گے۔

دنیا عملاً یہ تسلیم کر لے گی کہ افغانستان کے اتنے بڑے حصے پر مجاہدین کو کنٹرول حاصل ہے کہ وہ عام انتخابات بھی منعقد کرا سکتے ہیں اور جو ووٹ ڈالے جائیں گے ان سے بھی دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ کمیونسٹ انتظامیہ کی کیا حیثیت ہے؟ اور پھر افغان مجاہد عوام کی نمائندہ حکومت عالمی سطح پر روسی مداخلت اور کمیونسٹ کٹھ پتلی انتظامیہ کے خلاف اور اپنے ملک کی آزادی اور خود مختاری کے بارے میں پہلے سے کافی زیادہ مؤثر اور بھرپور انداز میں اپنا موقف پیش کرتی رہیں گی۔ اس کے علاوہ کمیونسٹ انتظامیہ کے خاتمے پر ملک کی تعمیر نو کے لئے بھی موجودہ دور جیسی زبردست عوامی جدوجہد کرنی پڑے گی کیونکہ ملک تو مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اور اس کی دوبارہ آبادی عوام کی بھرپور شمولیت کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے عام انتخابات کے انعقاد میں بھی جتنی جلدی ہو سکے اتنا ہی افغانستان اور افغان مجاہد عوام کے مفاد میں ہو گا۔

حزب اسلامی کے امیر ایک شہید کا نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں

جہاد افغانستان میں شریک

ایک تاجکی نومسلم صلاح الدینؒ سے انٹرویو

س :۔ آپ سب سے پہلے اپنا تعارف کرائیں۔

ج :۔ میرا نام صلاح الدین مسلم یار ہے اور حزب اسلامی کے کمانڈر انجینئر شہید شہادت یار کے ساتھ رہتا ہوں میری عمر ۲۸ سال ہے۔

مسلمان ہونے سے قبل میرا نام میراحمد حکیموف اور والد کا نام آدینہ ای ولیم تھا۔ میں افغانستان آنے سے قبل روس کی ریاست تاجکستان کے صوبہ تولاب، شہر تولاب میں سوغدیان سٹریٹ مکان نمبر ۵، میں رہتا تھا۔ دوشنبہ شہر میں بھی ہمارا ایک گھر تھا میرے دونوں والدین بقید حیات ہیں۔ روس میں میری ایک بیوی اور تین بچے بھی ہیں۔ یہاں پر میں نے افغان بھائیوں کے ساتھ خونی رشتہ بھی قائم کیا ہے۔

میں نے میٹرک کے بعد فوج کالج میں داخلہ لیا۔ پانچ سال تک فوج کالج میں پڑھنے کے بعد فارغ ہو کر انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر روس کے قانون کے مطابق دو سال تک جبری فوجی خدمت کی۔ اس کے بعد دوشنبہ شہر میں ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں داخل ہوا۔ یہاں سے فراغت کے بعد باقاعدہ فوجی ملازمت اختیار کی اور ایک ہی سال کے دوران ترقی کر کے "پانچ اتمی نستر تسی آتی خانہ چست" کے عہدے تک پہنچا جس کے کمان میں تنلو سپاہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد دوشنبہ شہر کے سارے فوجی ڈپوؤں کا انچارج مقرر ہوا۔ اور دو سال تک اس عہدے پر کام کرنے کے بعد افغانستان چلا آیا۔

س :۔ کن وجوہات کی بناء پر آپ روس چھوڑ کر مجاہدین کے ساتھ آملنے پہ آمادہ ہوئے؟

ج :۔ بیس سال کی تعلیم کے دوران ہمیں نظریہ کمیونزم اور مادیت کا فلسفہ پڑھایا گیا اور اسلام کے خلاف خوب برین واشنگ کی گئی لیکن ہمیں معلوم تھا کہ اسلام ہمارے آباؤ اجداد کا دین تھا۔ اس لئے اس کے ساتھ ہماری دلی محبت اور عقیدت کو یکسر ختم نہیں کیا جاسکا۔ افغانستان میں "مجاہدین کے عظیم الشان کامیابی اور روسیوں کی شکست سے دین مبین کے ساتھ ہماری عقیدت میں اور اضافہ ہوا۔ اگرچہ ہم نہیں جانتے تھے کہ اسلام کیا ہے اس کے احکامات کیا ہیں۔ اور ہم سے کیا چاہتا ہے؟ پس اپنے آبائی دین کے ساتھ عقیدت اور محبت ہی اس کا باعث ہوا کہ

قاری بشیر ایک مجاہد کے ساتھ مصروف گفتگو !

میں اسلام کو سمجھ کر اس کے مطابق زندگی گزارنے کی خاطر افغانستان آیا۔

س :۔ روس کے نظام تعلیم کے بارے میں بتائیں؟

ج :۔ روس میں دسویں تک تعلیم لازمی ہے دوسری جماعت تک

تعلیم مفت ہے۔ اس سے آگے اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔ تمام مضامین روسی زبان میں ہیں۔

سکول، کالج، یونیورسٹی وغیرہ کسی بھی تعلیمی یا غیر تعلیمی ادارے میں دینی احکام کی بجا آوری جیسے نماز وغیرہ اور دینی باتوں پر سخت پابندی ہے۔ قرآن مجید یا کسی اور دینی کتاب رکھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے۔

روس میں پہلی جماعت سے آخیر تک مخلوط تعلیم کا نظام رائج ہے۔ مرد و عورت کے تعلقات، کسی اخلاقی قیود کے محتاج نہیں سمجھے جاتے۔

س :۔ روس میں زمین کی کیا حیثیت ہے؟

ج :۔ روس میں ساری زمین سرکاری ملکیت ہے لوگوں کو دودھ وغیرہ کے لئے اپنے گھروں میں صرف تین عدد مویشی پالنے کی اجازت ہے۔ اور اس کے لئے بھی کسی کو سرکاری چراگاہ سے گھاس لانے کی اجازت نہیں (واضح رہے کہ چراگاہوں سمیت ساری زمین سرکاری ملکیت ہے) اس بات کی وضاحت کے لئے میں دو چشم دید واقعات سناتا ہوں۔

۱ :۔ اپنے گاؤں کے قریبی چراگاہ میں جیل قدمی کے دوران ایک شخص کو گھاس کاٹتے ہوئے دیکھا۔ گھاس کاٹنے کے بعد اس کی گٹھڑی بنا کر اپنے پر لادا اور روانہ ہوا۔ تھوڑی دور جا کر اس پر پولیس کی نظر پڑ گئی۔ پولیس نے بے چارے کو پکڑ کر خوب زدوکوب کیا اور ٹھڈے لگاتے ہوئے تھانے کی طرف لے گئے۔ یہ منظر دیکھ کر پولیس اور روسی حکومت کے خلاف میرے دل میں شدید نفرت پیدا ہوئی بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے کافی عرصہ جیل کی ہوا کھانی پڑی۔

۲ :۔ دوسرا واقعہ دوشنبہ شہر کا ہے۔ میں نے شہر میں ایک بوڑھے کو اپنے گھوڑے پر خشک گھاس کا گٹھا لاد کر لے جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے بوڑھے سے کہا کر کیا حکومت اُسے گھاس لے جانے کی اجازت دے گی۔ اس نے کہا کہ یہ تو خشک گھاس ہے حکومت کے کام بھی نہیں آتا۔ ابھی ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں دو پولیس والے سامنے آئے۔ انھوں نے بوڑھے سے خشک گھاس لیجانے کی جواب طلبی کی۔ بوڑھے نے انھیں بھی یہ بات دھرائی کہ یہ تو خشک گھاس ہے حکومت کے کام بھی نہیں آتا۔ پولیس والوں نے جواب میں کچھ کہنے کی بجائے گھاس کو گھوڑے کی پیٹھ پر ہی آگ لگا دی۔ گھاس تو جل گیا۔ ساتھ ہی گھوڑا بھی جھلس گیا۔ بوڑھا بے چارہ چیخیں مارتے ہوئے اور سر پیٹتے ہوئے روانہ ہوا۔ میں کافی دل گرفتگی اور وحشت کے عالم میں پولیس والوں کو دو چار سنائیں۔ انھوں نے ڈانٹ کر کہا کہ یہ ہمارا کام ہے تم اپنی راہ لو۔

س :۔ حکومت اس خشک گھاس کو کس کام پر لاتی ہے؟

ج :۔ خشک گھاس حکومت کے کام نہیں آتی۔ یہ چراگاہ میں ہی سڑ جاتی ہے لیکن حکومت یہ کام اس لئے کرتی ہے کہ لوگ اپنے ذاتی کاموں میں مصروف نہ ہو جائیں۔

س :۔ روس میں کام کے اوقات نیز ملازمین کی تنخواہ وغیرہ کے بارے میں بتائیں؟

ج :۔ اٹھارہ سے ساٹھ سال تک کے عمر والے افراد کو مرد و عورت کی تمیز کئے بغیر روزانہ آٹھ گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ ہفتہ میں ایک دن اور سال میں ۲۳ دن چھٹی ہوتی ہے۔ صرف چھٹی کے دنوں میں ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جانے کی اجازت ہوتی ہے اور وہ بھی پاسپورٹ رکھنے کی صورت میں۔ ورنہ ڈیوٹی کے ایام میں یا پاسپورٹ نہ ہونے کی صورت میں ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جانے کی اجازت نہیں۔ معقول عذر رکھتے ہوئے بغیر اجازت کے دو دن غیر حاضری کی سزا دو سال قید ہے روس میں عام ملازم (مثلاً سپاہی وغیرہ) کی تنخواہ ۳۰ سے ۷۰ روبل ماہانہ ہے جس کی قیمت ۵۰ – ۳ روپے بنتی ہے۔ ہیڈ ماسٹر کی تنخواہ ۱۸۰ روبل سے ۲۵۰ روپے تک ہے جبکہ اعلیٰ افسران کی تنخواہ ۵۰۰ روبل ہوتی ہے۔

س :۔ روس میں تجارت یا کسی دوسرے قسم کے کاروبار کی اجازت ہوتی ہے؟

ج :۔ روس میں دکانیں، مارکیٹ وغیرہ سب حکومت کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ کسی کو تجارت یا کاروبار کرنے کی اجازت نہیں۔ کسی کو تجارت کرتے ہوئے پایا جائے تو سترہ سال قید کی سزا دی جاتی ہے اس لئے کوئی شخص کسی چیز کو ایک جگہ سے خرید کر دوسری جگہ بیچنے کی جرأت نہیں کرتا۔

س :۔ روسی عوام ان مظالم کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟

ج :۔ روس کی حکومت نے اپنے عوام پر خوف اور دہشت کی فضا مسلط کی ہے۔ سارے ملک میں کے جی بی کا جال پھیلا ہوا ہے ورنہ کوئی انسان ایسا نہیں جو غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہو۔

س :۔ افغانستان سے واپس جانے والے فوجی لوگوں کو افغانستان کی صورت حال سے آگاہ کرتے ہیں؟

ج :۔ روس کے جو فوجی افغانستان سے واپس آئے ہیں حکومت نے انھیں موٹر، بنگلہ غرض زندگی کی آسائشوں کے تمام لوازمات مہیا کی ہیں۔ اور انہیں تاکید کی ہے کہ وہ افغانستان کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائیں۔

س :۔ روسی عوام کی اخلاقی حالت کے بارے میں بتائیں؟

ج :۔ روسیوں کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے جو اخلاقی برائیاں سرمایہ دار مغرب میں موجود ہیں وہ کمیونسٹ روس میں بھی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔ زنا۔ لواطت، شراب نوشی اور رشوت وغیرہ جیسی اخلاقی برائیاں عام ہیں۔ بڑے بڑے افسران کی بیویاں عیاشی کی زندگی گزارتی ہیں۔ ان کے شوہران کی ناز برداریاں پوری کرنے کے لئے رشوت لیتے رہتے ہیں۔

س :۔ روس میں الیکشن کس طرح ہوتے ہیں؟

ج :۔ روس میں صرف انتخابات کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ صرف وہی لوگ الیکشن میں امیدوار ہو سکتے ہیں جنہیں حکومت ہی کھڑے ہونے کے لئے کہہ دے اور جن سے کے جی بی اور کمیونسٹ پارٹی کو کوئی شکایت نہ ہو۔ اور جو کمیونسٹ پارٹی اور برسر اقتدار حکومت کی لے میں لے ملانے کا فن جانتا ہو۔

س :۔ روس میں بسنے والے دیگر اقوام کے تعلقات روسیوں سے کیسے ہیں؟

ج :۔ روس میں درحقیقت روسیوں کے علاوہ کئی اقوام بستی ہیں۔ جن میں سے بعض سرزاران روس کے علاوہ دیگر وسیع و عریض علاقوں میں پھیلے ہوئے ازبک، تاجک، قزاق قرغیز وغیرہ جیسے مسلم قبائل بھی شامل ہیں۔ یہ تمام قومیں ابتداء ہی سے روسیوں سے نفرت کرتے ہیں لیکن جہاد افغانستان شروع ہونے کے بعد ان قوموں میں روسیوں کے خلاف شدید نفرت اور عداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا اظہار بھی ہوتا جا رہا ہے۔ ازبکستان۔ تاجکستان۔ قزاقستان میں مظاہرے روسیوں سے شدید نفرت کا ثبوت ہے۔

س :۔ روس کے جہنم زار سے فرار ہونے کا اپنا واقعہ بیان کیجئے؟

ج :۔ چونکہ میں ایک فوجی آفیسر تھا اور میری جائے رہائش تولاب بھی افغانستان کی سرحد کے قریب تھی۔ اس لئے مجھے سرحد عبور کرنے میں کچھ زیادہ دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا میں شام کے قریب دریائے آموں کے قریب ایک گاؤں میں آیا اور اندھیرا چھا جانے کے بعد ایک فوجی چھاؤنی کے قریب سے گذر کر دریا کے کنارے آیا۔ انتہائی سردی کو برداشت کرتے ہوئے میں نے لباس اتار کر ایک رومال میں باندھا اور ایک پتھر کے نیچے چھپایا صرف ایک نیکر میں دریا عبور کر کے افغانستان میں داخل ہوا۔ سخت سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے میں نے صبح تک انتظار کیا صبح سویرے ایک کسان ہل لئے ہوئے نمودار ہوا۔ مجھے دیکھ کر سخت حیران ہوا۔ آہستہ آہستہ میرے پاس آیا میں نے اُسے اپنے فرار کی داستان سنائی۔ اور اس سے درخواست کی کہ مجھے مجاہدین کے پاس پہنچائے۔ کسان مجھے قریبی مجاہدین، جو کہ انجینئر بشیر کے گروپ سے تعلق رکھتے تھے، کے پاس پہنچایا۔ مجاہدین کے پاس پہنچ کر مجھے اتنا اطمینان ہوا گویا کہ میں ہزار خطرات سے نکل کر اپنے گھر پہنچا ہوں۔ مجاہدین نے مجھے تسلی دی اور میری خوب خاطر تواضع کی۔

س :۔ روس میں مجاہدین کو کس نام سے پکارا جاتا ہے؟

ج :۔ روس میں مجاہدین کو باسمچی کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی میں اچانک حملہ کرنے والا۔ پکڑنے والا اور آدمی کو دبانے والا۔

س :۔ آپ نے دریائے آمو کس طرح عبور کیا؟

ج :۔ میں نے تیر کر دریا عبور کیا۔ میں بہت اچھا تیراک ہوں۔ فوجی تربیت کے دوران میں نے تیرنے میں کافی مہارت حاصل کی تھی۔ جتنا بڑا دریا ہو میں تیر کر عبور کر سکتا ہوں۔

س :۔ اپنے وطن واپس جانے کو دل چاہتا ہے؟

ج :۔ میں چاہتا ہوں کہ روس جا کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں اور انہیں کفر اور دہریت کی تاریکیوں سے نکال کر دین حق کی ضیاء پاشیوں سے روشناس کروں اور انہیں قرآن کی شمع لے کر اسلامی انقلاب کے راستے پر گامزن ہونے پر آمادہ کروں روس کی کمیونسٹ حکومت وسط ایشیا کے مسلمانوں کی اپنے اجداد کے دین کی طرف مائل ہونے کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور افغانستان میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے لرزہ براندام ہے۔

○

جہادِ افغانستان نے ساری دُنیا سے کمیونزم کا جنازہ نکال دیا ہے

کمیونزم ایک ملحدانہ نظریہ ہے۔ اس نظریئے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکار پر ہے۔ اس طرح انبیاء، فرشتوں کے وجود اور بعد از موت زندگی اور روزِ قیامت سے بھی انکاری ہے۔ نیکی بدی، اچھائی برائی انسانی اور اخلاقی اقدار کے حقیقی مفہوم سے بیگانہ ہے۔ اس نظریئے میں انسانی زندگی کا سارا دارومدار صرف مادہ پر ہوتا ہے۔ معاشی مساوات کمیونزم کا ایک دلکش نعرہ ہے لیکن مندرجہ بالا صفات سے عاری ہونے کے سبب اس امر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ یہ نظام ایسا کوئی اصول وضع کرنے میں کامیاب ہو کر اس سے انسان کو حقیقی معنوں میں کوئی فائدہ ہو البتہ معاشی مساوات کی آڑ میں اس نظام کے سرکردہ لیڈر یعنی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ملک، قوم، عوام اور حکومت کے سارے اختیارات، طاقت اور وسائل پر قابض ہو جاتے ہیں۔ زمینداروں اور کارخانہ داروں سے زمین اور کارخانے اور عوام کی دوسری تمام قسم کی ملکیت ان سے چھین لیتے ہیں اور اس طرح ملک اور عوام کے تمام وسائل کے بلا شرکتِ غیرے خود مالک بن جاتے ہیں۔ ملکی اور حکومتی معاملات میں عوام کو کسی جائز مداخلت یا مخالفت کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی ہے اور نہ کمیونسٹ پارٹی کے وہ چند سرکردہ لیڈر جو ملک، قوم اور عوام کے سارے اختیارات، طاقت اور املاک پر قابض ہوتے ہیں۔ ملکی اور حکومتی معاملات میں عوام یا دوسرے کسی ادارے کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ کمیونسٹ ممالک میں ایسے کسی ادارے کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ جس کے پاس ایسی کوئی طاقت یا اختیار ہو جو حکومت کی ان پالیسیوں، اقدامات یا نا جائز اور غلط کاموں کی نشاندہی کرے یا ان کی روک تھام یا اصلاح کے لیے کوئی اقدامات تجویز کرے یا اس سلسلے میں حکومت کو کوئی مشورہ دے جو ملکی اور عوامی مفاد میں نہ ہو۔ بالفاظ دیگر کمیونسٹ ممالک کی حکومتوں کے سربراہ ایک ظالم جابر اور مطلق العنان آمر سے

بھی زیادہ ظالم، سخت اور اختیارِ کل کے مالک ہوتے ہیں۔ کمیونسٹ حکومتیں شخصی حکومتوں سے زیادہ بدتر ہوتی ہیں کیوں کہ ایک سخت سے سخت شخصی حکومت بھی کسی کے مذہب اور نجی جائیداد وغیرہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتی ہے۔ کمیونسٹ ممالک میں حکومت اور عوام کے درمیان ایک بڑی خلیج حائل ہوتی ہے۔ اس ایک مثال سے بھی کمیونسٹ معاشرے کے عوام کی بے بسی اور ان کی حکومت سے دوری اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے۔ روس کے زرعی فارموں میں کام کرنے والے کاشت کاروں کو اتنی اجازت نہیں ہوتی ہے کہ وہ فارم سے اپنے گھر کے استعمال کے لیے ایک وقت کے کھانے کے لیے سبزی یعنی ٹماٹر وغیرہ لائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ روس رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے اور ہر قسم کے جدید زرعی ٹیکنالوجی کے استعمال کے باوجود ابھی تک غلہ وغیرہ میں خودکفیل نہ بن سکا اور اپنی ضروریات کے لیے غلہ دوسرے ممالک سے درآمد کرتا ہے اس لیے کہ روسی کاشت کار فارموں میں کاشت کاری پر کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں اور کام شوق سے نہیں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکاری اور مذہب کو عوام کی افیون قرار دینے والے کمیونسٹ لیڈروں کے منصوبے تھے کہ ساری دنیا پر یہ ملحدانہ نظام مسلط کرے اور اس مقصد کے لیے روس نے کئی ممالک پر عسکری چڑھائی کی ہے، مثلاً ہنگری، چیکوسلاواکیہ اور پولینڈ وغیرہ کیوں کہ کمیونزم بالکل ایک غیر فطری نظام ہے اور انسانیت کے کسی ایک اصول سے بھی مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ اس لیے انسان چاہے وہ کسی بھی ملک، مذہب اور معاشی لحاظ سے کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، اس نظام کو کبھی بھی بخوشی اور اپنی مرضی سے قبول نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے اس ملحدانہ نظام کو ہر ملک کے ہر مذہب اور معاشی لحاظ سے ہر طبقے کے لوگوں پر زبردستی سے مسلط کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں کمیونسٹ افواج کو مکمل قتل عام کی پوری اجازت ہوتی ہے اس لیے کمیونزم کی تاریخ انتہائی ظالمانہ اور وحشیانہ کارروائیوں سے بھری پڑی ہے۔

کمیونزم نے انسانیت کو ہر لحاظ سے جو تباہ کی ہے اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق کمیونسٹ لیڈروں نے روس میں کمیونزم کے نفاذ اور خاص کر زمینداروں سے مالکانہ حقوق چھیننے کے سلسلے میں کروڑوں انسان انتہائی بے دردی اور سفاکی سے قتل کئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایک نہایت بے شرم اور بے حیا نظریہ بھی ہے اور اس کے پیروکار بعض معاملات میں جنگل کے جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ بظاہر کمیونسٹ لیڈر معاشی مساوات اور انسانوں کی بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے جتنے دلکش نعرے لگاتے ہیں بالکل اتنا ہی انسانیت کو تباہ و برباد، انسانوں سے تمام بنیادی حقوق چھینے اور انسانوں

کی سوچ اور فکر پر ہر قسم کی پابندی عائد کرنے والا نظام ہے۔ کمیونزم معاشرے میں رہنے والوں کو کسی قسم کا ذہنی سکون، آرام اور خوشحالی میسر نہیں ہوتی۔

روس نے اپنے منصوبے کے مطابق افغان جیسے غیور اور شیر دل مسلمانوں کی سرزمین افغانستان پر چڑھائی کی اور اس ملحدانہ نظام کے نفاذ کے لیے کمیونزم کے وحشیانہ اور سفاکانہ اصولوں پر عمل کرتے ہوئے افغان مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے لیے اپنی تمام قوت اور وسائل پوری طرح استعمال کئے۔ روس کا ایک دوسرا خیال یہ بھی تھا کہ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد گرم پانی تک پہنچنے اور اس طرح ساری دنیا پر کمیونزم مسلط کرنے کے لیے راہ ہموار کرے۔ دنیا کے اس خطے میں جو افغانستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دین حق اسلام اور ملحدانہ کمیونزم نظریئے کے درمیان گزشتہ گیارہ سالوں سے معرکہ جاری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ افغانوں نے ہمیشہ دین اسلام کی بے مثال خدمت کی ہے اور اس سلسلے میں افغان مسلمانوں نے وہ تمام طریقے اختیار کئے جن کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ اور اس سبب سے ساری دنیا افغانوں کی اسلام سے محبت اور ان کی جرأت مندی کا قائل ہے۔ روس نے افغانستان میں اپنی درندگی اور خونخواری کا مظاہرہ بھرپور انداز میں کیا جو اب بھی جاری ہے اور روس کے ہاتھوں سارا افغانستان جل گیا۔ افغان مجاہدین نے ہر قسم کی صورت حال کا مقابلہ بہت بے جگری، جرأت، ثابت قدمی اور صبر سے کیا۔ ہتھیار اور دوسرے مادی وسائل کے لحاظ سے مجاہدین دشمن کے مقابلے میں خالی ہاتھ تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے ساتھ تھی۔ اس معرکے کے نتائج کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا بہت آسان اور واضح ہے کہ کون کس حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے؟ روس کا مقصد افغانستان میں کمیونزم کا نفاذ تھا اور مجاہدین کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ تھا۔ عسکری محاذ پر روس پہلے ہی زبردست اور شرمناک شکست سے دوچار ہو چکا ہے اور افغانستان میں روس کی کٹھ پتلی کمیونسٹ انتظامیہ افغانستان میں کمیونزم کے نفاذ کے موقف سے دستبردار ہو گئی ہے اور اب خود مجاہدین کے ساتھ وسیع البنیاد حکومت بنانے کی تجویز پیش کرتی ہے جبکہ مجاہدین اپنے پہلے مؤقف پر سختی سے قائم ہے کہ افغانستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اور یہاں اسلامی نظام نافذ ہو کر رہے گا۔ چونکہ یہ معرکہ اسلام اور کمیونزم کے درمیان ہو رہا تھا اس لیے اس کے اثرات ایک نظریئے کے لحاظ سے افغانستان سے باہر کی دنیا پر بھی بہت گہرائی سے مرتب ہوتے رہے۔ بظاہر یہ اثرات غیر ارادی تھے لیکن ان کا سبب بالکل یہی معرکہ تھا۔ افغان مجاہدین کی سب سے بڑی کامیابی دنیا کے ایک ملحدانہ نظریئے کو شکست دینا ہے۔ انہوں نے روس اور دوسرے تمام اشتراکی ممالک کو کمیونزم نظام میں زبردست تبدیلی لانے پر مجبور کر دیئے۔ پولینڈ، مشرقی جرمنی اور بلغاریہ وغیرہ کے حالات اور واقعات سے یہ اندازہ

بخوبی ہوسکتا ہے کہ کمیونزم مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اور ان ممالک کے عوام اس آمرانہ نظام کو مزید برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بعض دانشوروں، مفکرین اور مبصرین کے خیال میں اشتراکی ممالک میں کمیونزم کی صورتحال گورباچوف کے آزادی اظہار خیال کے نتیجے کے سبب ہے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روس کی افغانستان میں فوجی مداخلت کے نتیجے میں جو تباہی ہوئی اس سے ایک طرف تو موجودہ دور کی ساری دنیا کمیونزم کی حقیقت اور تباہ کاریوں سے خوب آگاہ ہوئی اور ساری دنیا نے ان تباہ کاریوں کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ دوسری طرف افغان مجاہدین کی اپنے دین کی حفاظت اور اپنے ملک کو آزادی اور خودمختاری کے لیے زبردست اور جرأت مندانہ مزاحمت اور کامیابی نے یہ ثابت کر دیا کہ روس یا کمیونزم کوئی ناقابل شکست طاقت نہیں ہے اور ان حالات سے روس یا اشتراکی ممالک کے عوام بھی بے خبر نہیں رہ سکتے تھے۔ حالانکہ اشتراکی ممالک کے بیچارے عوام باہر کی دنیا کے حالات اور واقعات سے بہت کم آگاہ ہوتے رہتے ہیں لیکن روس کی افغانستان میں فوجی مداخلت کے نتیجے میں پیدا شدہ حالات سے اپنے عوام کو بے خبر رکھنا روس اور دوسرے اشتراکی حکومتوں کے بس میں نہیں رہا۔ ان اشتراکی ممالک کے عوام پہلے ہی سے کمیونزم کے تنگ و تاریک حصار سے نکلنے کے لیے سخت بے چین تھے۔ لیکن حکومتوں کی طرف سے انتہائی سخت پابندیوں کے سبب وہ بیچارے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کمیونزم صرف طاقت، ظلم، جبر اور تشدد کے ذریعے قائم ہو سکتا ہے اور روس نے اپنی پوری توجہ افغانستان پر دی تھی اور اپنی پوری قوت اور وسائل افغانستان پر استعمال کیے جس کے نتیجے میں روس فوجی، اقتصادی اور نظریاتی لحاظ سے بے حد کمزور ہو گیا اور روس کو اشتراکی بلاک اور اپنے عوام پر گرفت بہت ڈھیلی پڑ گئی۔ اشتراکی بلاک اور اپنے عوام کو قابو میں رکھنا روس کے لیے مشکل بنتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف افغان مجاہدین کی کامیاب جدوجہد سے کمیونزم معاشرے کے عوام کو زبردست حوصلہ ملا اور ایک اہم موقع بھی اور ذہنی طور پر کمیونزم کے تنگ و تاریک حصار کو توڑنے کے لیے کسی بڑی جدوجہد کے لیے تیار ہوتے رہتے تھے اور ان حالات اور واقعات کا گورباچوف کو بھی پورا پورا احساس ہو رہا تھا اور گورباچوف یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ اگر اب کمیونزم معاشرے کے عوام کو کچھ آزادی نہ دی گئی اور کمیونزم کے تنگ و تاریک حصار کو بدستور تنگ و تاریک رہنے دیا جائے تو اس کے نتائج اور اثرات انتہائی خطرناک اور تباہ کن ثابت ہو جائیں گے۔ اور یہی گورباچوف کی آزادی اظہار خیال کے اسباب ہیں۔ یہ بھی ایک بڑی حقیقت ہے کہ کمیونزم میں عوام کو کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور جب عوام کو اظہار خیال کی آزادی مل جائے تو پھر کمیونزم خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ گورباچوف نے حالات کو بروقت سمجھ لیا یا سمجھنے پر مجبور ہوئے اور عوام کو کچھ آزادی

دی۔ اگر وہ کمیونزم میں یہ تبدیلی نہ لاتے تو امکان تھا کہ کمیونزم معاشرے میں عوام کی طرف سے ایک ایسی زبردست بغاوت اٹھ جاتی جس پر قابو پانا کمیونسٹ لیڈروں کے بس میں بالکل نہ ہوتا اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اگر گورباچوف یہ تبدیلی نہ لاتے تو کمیونزم معاشرہ پھٹنے والا تھا۔ اور پھر اس پر قابو پانا ناممکن ہو جاتا مثلاً رومانیہ کی صورت حال۔ اشتراکی ممالک کے اندر جو حالات ہیں اور جو واقعات ہو رہے ہیں یہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ اشتراکی ممالک کے عوام اس محدود آزادی سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔ انہوں نے کمیونزم نظام کو بالکل مسترد کر دیا ہے اور اس کے لیے وہ اب بھی پوری طرح مصروف جدوجہد ہیں اور وہ اس جدوجہد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔ اور اب تو روس نے یہ بات بھی تسلیم کر لی ہے کہ مشرقی یورپ کے اشتراکی بلاک کے ممالک اپنی مرضی سے سیاسی نظام کا انتخاب کرے تو پھر یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ یہ آزادی گورباچوف کی اپنی طرف سے روس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا فیصلہ بھی کیا ہے کیوں کہ روس کے اندر بہت سی ریاستوں میں مکمل آزادی اور خود مختاری کے حصول کے لیے تحاریک بھی پورے عروج پر ہیں اور یہ ریاستیں ضرور بہت جلد آزادی حاصل کر لیں گی۔ لیکن کسی ملک کا سربراہ خود اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا فیصلہ کسی بھی صورت میں نہیں کر سکتا ہے۔ اس لیے یہ اقرار یا خیال درست نہیں ہے کہ گورباچوف نے کمیونزم میں تبدیلیاں اور نرمی اپنی مرضی سے کی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور ان کی مجبوری کی وجہ افغان مجاہدین کی زبردست اور سرفروشانہ جدوجہد ہے ایک ایسا وقت بھی تھا کہ پوری دنیا اس فکر میں مبتلا تھی کہ اب افغانستان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کمیونزم کے شکنجے میں آ گیا اور آج صورت حال یہ ہے کہ ساری دنیا میں کمیونزم ختم ہو رہا ہے اسلام کے عظیم مجاہد کی چلائی ہوئی گولی کے اثرات پوری دنیا پر مرتب ہو رہے ہیں۔ یہ معرکہ صرف افغانستان کی آزادی تک ہی محدود نہیں ہے۔ سرزمین افغانستان پر اسلام اور کمیونزم کے درمیان معرکے میں کمیونزم نے بری طرح شکست کھائی اور افغانستان کے فلک بوس پہاڑوں کی چٹانوں کے نیچے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دب گیا اور پھر کسی بھی کوئی کمیونزم کا نام نہیں لے گا۔

اب اکثر روسی ماہرین مسائل کے حل پر بحث کمیونزم کے اصولوں کی بنیاد پر نہیں کرتے اور یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ عنقریب لفظ "کمیونزم" خود روسی لغت سے بھی غائب ہونے والا ہے۔ دنیا سے ایک ملحدانہ اور باطل نظریہ حیات کا نام مٹ جائے گا اور یہ سب کچھ اسلام کے عظیم مجاہدین کی عظیم جدوجہد اور قربانیوں کے سبب ممکن ہو رہا ہے اور اس طرح افغان مجاہد ملت نے اپنے آباؤ اجداد غزنوی، غوری اور ابدالی کے کارناموں کی یادیں پھر تازہ کر دیں اور دنیا نے تسلیم کیا کہ افغان ایک عظیم قوم کا نام ہے۔

(رپورٹ و ترجمہ :۔ س۔ ص)

کمانڈر سید جمال کی شہادت سے متعلق ربّانی کے نام حکمتیار کا خط

شمالی افغانستان میں روسی سرحد پر دریائے آمو کے کنارے واقع افغان صوبہ تخار کے علاقے فرخار میں پیش آنے والے حادثے کے بعد مجاہدین کی دو بڑی تنظیمیں جس طرح ایک دوسرے کے مقابل آئی تھیں اس پر بجا طور پر پورے عالم اسلام میں تشویش اور پریشانی کی ایک لہر اٹھی تھی۔

جماعت اسلامی پاکستان، اخوان المسلمون اور دیگر اسلامی تحریکوں کے راہنماؤں نے دونوں تنظیموں کے درمیان اختلافات ختم کرنے کی بھرپور کوششیں ہوئیں اور بالآخر ۲۴ نومبر کو پشاور میں بم کے ایک دھماکے میں اپنے دونوں بیٹوں سمیت شہید ہونے والے ممتاز مسلم سکالر اور فلسطینی مجاہد شیخ ڈاکٹر عبداللہ العظام کی فاتحہ خوانی کے سلسلے میں عبوری افغان وزیراعظم پروفیسر سیاف کے دفتر میں ۲۶، ۸۹ ۱۹ء کو منعقد ہونے والے جلسے میں پروفیسر ربانی کی زبانی یہ خوشخبری سننے میں آئی کہ شیخ عظام نے شہادت کی شب دونوں رہنماؤں سے ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں اور یوں اب دونوں میں معاہدہ ہو چکا ہے۔

جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے اس موقع پر افغان راہنمائوں پر زور دیا تھا کہ وہ شہید شیخ عظام کی اس آخری خواہش کا احترام کرتے ہوئے باہمی اختلافات ختم کر دے اور متحد ہو جائے چند روز بعد حزب اسلامی کے ایک دفتر میں منعقدہ فاتحہ خوانی کی ایک اور تقریب میں اسلامی تحریکوں کے رہنماؤں کے علاوہ حزب اسلامی کے امیر انجنیئر گلبدین حکمت یار اور جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر پروفیسر ربانی نے اپنے خطاب میں یہ پورا معاہدہ سنایا اور اس کی پابندی کا عہد کیا۔

پچھلے ہفتے ریڈیو کابل نے اپنی نشریات میں بتایا کہ جمعیت اسلامی کے کمانڈر انجنیئر احمد شاہ مسعود کی قید میں حزب کے چار افراد کو گولی مار دی گئی ہے۔ اور ان چار افراد میں حزب کے صوبہ تخار کے مشہور کمانڈر استاد سید جمال ولید آغا بھی شامل ہیں۔ ادھر پشاور میں بھی یہ افواہیں گشت کر رہی ہیں کہ کمانڈر مسعود نے حزب اسلامی کے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے جنھیں انھوں نے ایک بڑا حملہ کر کے گرفتار کیا تھا۔

ان واقعات کے حوالے سے حزب اسلامی کے امیر انجنیئر گلبدین حکمت یار نے جمعیت اسلامی کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی کے نام ایک تفصیلی خط لکھا ہے اور ان سے کچھ استفسارات کی ہیں۔ جناب حکمت یار کا یہ خط مجاہدین کے ایک اخبار "شہادت" نے اپنے ۷ دسمبر ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع کیا ہے۔ فارسی زبان میں لکھے گئے اس خط کے مکمل متن کا ترجمہ قارئین "تکبیر" پیش کر رہے ہیں۔

جناب برہان الدین ربانی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

جمعیت اسلامی کے جریدے "مجاہد" کے ۲۷ قوس ۱۳۶۸ ہجری شمسی بمطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کے شمارے میں "واقعۂ تخار کا حزب اور جمعیت کے معاہدے سے کوئی تعلق نہیں" کے عنوان سے ایک بیان آپ کے حوالے سے شائع کیا گیا ہے جو تعجب اور حیرانگی کا باعث

ہے ۔اور حزب و جمعیت کے درمیان معاہدہ توڑنے کے مترادف ہے چنانچہ ضروری ہے کہ اس مضمون میں جو کچھ آپ سے منسوب کرکے چھاپا گیا ہے کے متعلق مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہو تاکہ اس سلسلے میں معاہدے سے متعلق حزب پر عائد پابندی اور ذمہ داری کی نشاندہی ہو سکے ۔

۱ = کیا مجاہد جریدہ میں چھپنے والا مضمون اور آپ سے اس کی نسبت درست ہے ۔؟ اور کیا معاہدہ کے بارے میں آپ کا اور جمعیت کا موقف یہی ہے جو جریدہ میں بیان کیا گیا ہے ؟ اس کے کیا معنی ہیں کہ واقعہ تخار کو معاہدے سے الگ ظاہر کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ "مسئلہ تخار مکمل طور پر واضح مسئلہ ہے ۔ وہ مجرم جو اس حادثہ میں جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں کو ضرور شرعی سزا دی جائے "

۲ = اس سے ہم یہ سمجھیں کہ مجرموں کے لئے شرعی سزا جمعیت کی شریعت اور جمعیت سے تعلق رکھنے والے ٹریبونل کے تحت جائز اور مناسب ہے یا وہ ٹریبونل بہتر ہے جو مشترکہ طور پر حزب اور جمعیت کے معاہدے کے تحت قائم ہوا ہے ۔چنانچہ اگر جمعیت اپنی عدالت کے تحت اس قسم کے اقدامات کر رہی ہے تو پھر اس نے مشترکہ ٹریبونل بنانے پر اتفاق کیوں کیا ؟ ۔

۳ -: واقعہ تخار کے قیدیوں کے بارے میں جمعیت کا یکطرفہ اقدام نہ صرف یہ کہ یہ اس معاہدے کو توڑنا ہے بلکہ ہم اسے ایک انتقامی کارروائی سمجھتے ہیں ۔جن کی تمام تر ذمہ داری جمعیت پر ہوگی ۔

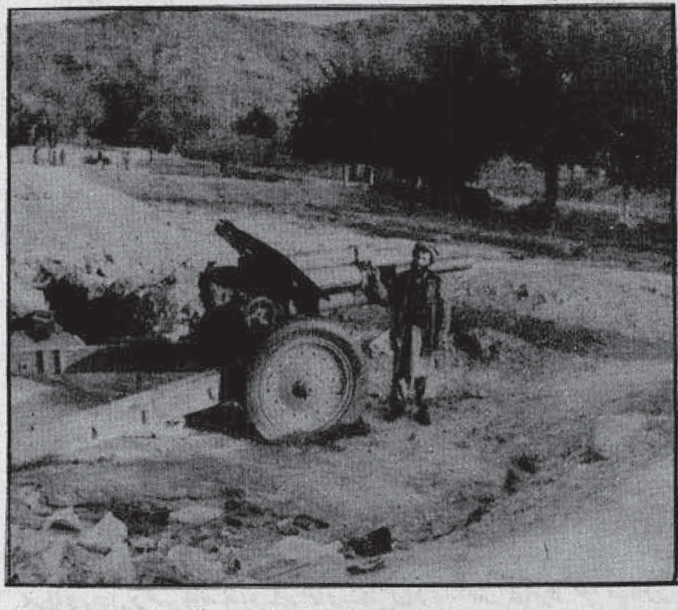

۴ -: یہ کہ حزب کے خلاف جریدہ "مجاہد" کا پروپیگنڈہ آپ کی موافقت اور اجازت سے ہے یا یہ اس کا ذاتی اقدام ہے اور آپ اس کی تائید نہیں کرتے ؟ کیا آپ کی جمعیت ، حزب اور جمعیت کے معاہدے کی روشنی میں ایک دوسرے کے خلاف منفی پروپیگنڈہ نہ کرنے کے عہد اور ذمہ داری و پابندی کا احساس کرتی ہے یا اسے بھی واقعہ تخار کی طرح معاہدے سے مستثنیٰ سمجھتی ہے اور اس سلسلے میں یہ تاویل کرتی ہے کہ یہ منفی پروپیگنڈہ معاہدے کی خلاف ورزی نہیں ؟

۵ -: اس معاہدے کی جو تشریح اور تفسیر بیان کی گئی ہے اس سے یوں دکھائی دے رہا ہے کہ گویا آپ نے ذہنی دباؤ اور دوستوں کے اصرار پر اس معاہدے پر دستخط کئے ہیں اور اسے ایک شرعی ذمہ داری اور جہادی ضرورت سمجھتے ہوئے دستخط نہیں کئے ۔خدا کرے کہ ہمارا یہ اندازہ درست نہ ہو ۔کیونکہ ایک اسلامی گروپ کی قیادت اور راہنما کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ دباؤ میں آکر ان امور پر اتفاق کرے جن کے ساتھ اتفاق پر ایمان و ضمیر کی رضامندی شامل نہ ہو ۔ دوسری بات یہ کہ معاہدے کے ساتھ ان لوگوں کو قانع کرنے کے لئے مختلف توجیہات کرے جو اس کے موقف کے مخالف ہوں ، معاہدہ توڑنے کے مترادف ہے ۔

۶ -: آپ کے اس جملے کے ساتھ ہی کہ "مسئلہ تخار مکمل طور پر واضح مسئلہ ہے ۔ وہ مجرم جو اس حادثہ میں جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں ، کو ضرور شرعی سزا دی جائے " ریڈیو کابل نے چار افراد کو سزائے موت دینے کی خبر نشر کی ہے جن میں تخار میں حزب اسلامی کا کمانڈر سید جمال ولید بھی شامل ہے اور یہاں پشاور میں بھی اس قسم کی افواہیں گشت کر رہی ہیں کہ انھیں ظالمانہ اور بے رحمانہ طریقے سے قتل کر دیا گیا ہے اگر یہ خبریں اور افواہات درست ہوں تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان بھائیوں کو آپ کی ہدایت پر قتل کیا گیا ہے اور یہ اقدام جو درحقیقت معاہدہ توڑنا ہے اور اختلافات کی شدت ہے ۔ اس کی تمام تر ذمہ داری آپ نے اپنے ذمے لی ہے ۔

۷ -: ایسے حال میں کہ حزب اسلامی انتہائی خلوص اور صداقت سے اس معاہدے پر قائم ہے ۔جمعیت کے متعدد قیدی رہا کر رہی ہے جمعیت کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ نہیں کر رہی ۔اور جمعیت کے قافلوں کو حزب اسلامی کے علاقوں میں آمد و رفت کی اجازت دے رہی ہے اور انھیں ہر قسم کی لازمی سہولتیں اور آسانیاں فراہم کر رہی ہے ۔آپ کو (ربانی) حزب کے جلسوں میں شرکت کی دعوت اور پہلے

خطاب کرنے کا موقع دیتی ہے کہ آپ ہی حزب اور جمعیت کے درمیان طے پانے والا معاہدہ پڑھ کر سنائیں۔ اور۔ اور۔ لیکن جمعیت اپنی رسمی جرائد کے ذریعے اور جمعیت کے ذمہ داروں کے حوالے سے ایسی چیزیں نقل کرتے ہیں۔ وہ ذمہ دار جنھوں نے معاہدے پر توافق کرنے کے بعد اس پر دستخط کئے ہوں ان کے حوالے سے وہ کچھ چھاپیں جو واضح طور پر معاہدے کے خلاف ہو۔

ایسے حال میں کہ ہم معاہدہ پر خلوص، اور صداقت کے ساتھ عمل کرنے کے حامی ہیں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو سابقہ حادثوں کے تکرار کے ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ منتظر ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ آپ شائع شدہ مواد اور گشت کرنے والی افواہوں سے پیدا ہونے والی حزب اسلامی کی تشویش کو رفع کریں گے تاکہ اس سلسلے میں مستقبل میں حزب کا کردار اور ذمہ داری واضح اور روشن ہو سکے شکریہ

حکمت یار نے یکم جنوری ۱۹۹۰ء کو پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں اس موضوع پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حزب اسلامی افغانستان کے سربراہ انجنیئر گلبدین حکمت یار نے کہا کہ جمعیت اسلامی کی طرف سے سید جمال ولید اور ان کے تین ساتھیوں کو موت کی سزا دیئے جانے کے واقع کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار ٹربیونل تشکیل دیا جائے۔ جس میں جہاد افغانستان میں شامل تمام تنظیموں کے نمائندے شامل ہوں۔ انھوں نے کہا کہ تخار کے واقع میں نو افغانوں کو قتل کئے جانے کے واقع میں سید جمال ولید کے ملوث ہونے کے بارے میں ایک ٹربیونل قائم کیا گیا تھا جس نے اس واقع کی ابتدائی تحقیقات کے بعد ایک رپورٹ پیش کی جس میں کہا گیا تھا کہ احمد شاہ مسعود یا تو یہاں آئیں یا یہ ٹربیونل وہاں جا کر ان سے ملاقات کرے۔ اس پر احمد شاہ مسعود نے کہا کہ وہ دونوں باتوں کے لئے تیار ہیں۔ یہ معاملہ طے ہوا تو افغان رہنما جناب ربانی نے ایک انٹرویو دیا کہ ہمارے مابین جو معاہدہ ہوا ہے اس کا تخار کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں اور اس کے بعد سید جمال اور ان کے ساتھیوں کو سزا دے کر قتل کر دیا گیا۔

گلبدین حکمت یار نے کہا کہ ہم انتقام کی سیاست نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ شرعی کورٹ بنے اور اس واقعہ کا شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ ہم دشمنوں کو خوش نہیں کرنا چاہتے انھوں نے کہا کہ ان سارے واقعات کے پس پردہ کچھ ملک ہیں اور ہم نے حکومت پاکستان کو بار بار اس سلسلے میں آگاہ کیا ہے کہ یہ ملک اپنے سفارت خانوں کے ذریعے آپریٹ کر رہے ہیں۔ حکمت یار نے کہا کہ سید جمال اور ان کے ساتھیوں کو قتل کئے جانے کے واقعہ کے حوالے سے میں حزب اسلامی کے لیڈروں اور کمانڈروں سے کہوں گا کہ وہ جذبات میں نہ آئیں اور رد عمل میں کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس کے نتیجے میں صورت حال خراب ہو سکتی ہو اور اسلام کے دشمن خوش ہو سکتے ہوں انھوں نے کہا کہ اس واقعہ کی ذمہ داری احمد شاہ مسعود اور مسٹر ربانی پر ہے اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں تو اس واقعہ کے ذمہ داروں کو ہمارے حوالے کر دیں۔

ا انھوں نے کہا کہ روس اور امریکہ چاہتے ہیں کہ ایسے واقعات ہوں کیونکہ افغانستان کے معاملے میں وہ ایک معاہدے پر عمل درآمد میں ان کے راستے میں کون کون سی قوتیں حائل ہیں اور ان قوتوں کو وہ کسی نہ کسی یا آپس میں لڑا کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مسٹر سید جمال کی شہادت کے حوالے سے جو شواہد سامنے آئے ہیں ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو مارنے کے بارے میں احکامات خود مسٹر ربانی نے دیئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جس نے بھی یہ احکامات دیئے ہیں ہم اس کا ٹرائیل چاہتے ہیں اور یہ فیصلہ بہر حال شریعت کورٹ کرے گی کہ اصل احکامات کس نے دیئے ہیں۔

حکمت یار نے کہا کہ ان واقعات کے پس پردہ وہ قوتیں کام کر رہی ہیں جو افغانستان میں صحیح اسلامی حکومت نہیں چاہتیں

افغان مجاہدین کو بدنام کرنے کی مہم

(تحریر: سردار اسلم خاں مہمند)

صیہونی اخبارات و جرائد کی اس مہم کے خلاف مجاہدین اور ان کے حامئ و اتحادی لوگوں اور ملکوں کو پوری طرح چوکس رہنا ہو گا۔

سردار اسلم خان مہمند نے کہا کہ افغانستان کی جنگ وہی جیتے گا جو لڑنے اور مرنے پر تیار ہو گا۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے اجو دوران جنگ مرے گا۔ وہ شہید ہے جو زندہ بچے گا، وہ غازی کہلائے گا۔ کیونکہ دوران جنگ میں ہر افغان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں اس جنگ میں شہید ہو جاؤں، تاکہ میری اولاد کو لوگ شہید کے بچے کہہ کر پکارے۔

انہوں نے کہا کہ افغانستان کے سیاسی حل کی بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کشمیر کے کشمیری باشندے ۴۴ سال سے کشمیر کے مسئلے کا سیاسی حل چاہتے ہیں، کبھی وہ پریس کے ذریعے عالمی برادری سے فریاد کرتے ہیں۔ کبھی جلسہ کرتے ہیں، کبھی جلوس نکالتے ہیں، کبھی ہڑتال کرتے ہیں۔ کبھی وہ پریس کانفرنس بلاتے ہیں۔ کبھی وہ اقوام متحدہ میں قرارداد پاس کرتے ہیں، اقوام متحدہ میں وہاں زیادہ سے زیادہ زبانی مذمت ہوتی ہے مگر عملی کارروائی ابھی تک نہیں ہوئی۔ یہ (سیاسی حل کا نتیجہ)

سردار اسلم خان مہمند کہتے ہیں کہ افغان مجاہدین کے انقلابی زیرک رہنما جیسا کہ بہادر گل بدین حکمت یار ان شیطانی چالوں کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اُس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ تمام دور دیکھ چکے ہیں۔ ہر آدمی کو پرکھ کر دیکھ چکے ہیں، اسی لئے وہ آپ ایک دانا لقمان ہیں، جناب انجینئر گل بدین حکمت یار بہادر کو صرف موت کا فرشتہ عزرائیل ہی زیر کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان سے روسی مشیر، پارلیمنٹ اور ہندوستان کی چھاتہ بردار افواج فی الفور نکل جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے لئے یہ بہتر ہے۔ وہ آگ سے نہ کھیلیں۔ کیونکہ آگ کا مطلب آخر راکھ ہی ہے انہوں نے کہا کہ بہادر، سرفروش، نڈر، محب وطن اور انسان دوست افغان مجاہدین نے افغانستان کی سلامتی اور ملک کی بقاء کے لئے تمام عمر تک جنگ لڑنے کا عہد کیا ہوا ہے، کیونکہ موت سے کھیلنا، افغانوں کی زندگی ہے۔

انہوں نے کہا کہ عرصہ دس سال میں افغان مجاہدین نے افغان جہاد میں عزم و استقلال کی لازوال داستانیں رقم کی ہیں۔ اور اپنی معجزہ آخر جدوجہد اور بے مثال قربانیوں کے ذریعے روس کی زبردست فوجی قوت کو شکست سے دوچار کر دیا ہے اب جبکہ افغان مجاہدین کی کامیابی اور منزل کے حصول کے آثار واضح ہیں، تو امریکہ اور روس نے آپس میں گٹھ جوڑ کے ذریعے انہیں ناکام بنانے کی سازشیں شروع کر دی ہیں۔

سردار اسلم خان مجاہد اسلام نے کہا ہے کہ افغان مجاہدین نے اپنی قوت ایمانی اور جذبہ جہاد سے ایک بہت بڑی قوت کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس جدید ترین دور میں بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ عزم ایمانی اور ایقان کی قوت ٹینکوں توپوں اور طیاروں، گن شپ ہیلی کاپٹروں، نیپام بموں، سکڈ میزائلوں کئی گنا زیادہ طاقتور ہے۔ افغان مجاہدین نے افغانستان کے اسلامی تشخص کی بحالی کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔ تو اُن کے پاس نہایت معمولی قسم کے ہتھیار تھے، کوئی فوج نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ اکا دُکا لوگ اِن کے ساتھ شامل ہوتے گئے، دور دراز سے لوگ آتے رہے اور کارواں بنتا گیا، جب یہ کیفیت پیدا ہو گئی اور امریکہ نے یہ نظارہ دیکھا کہ افغان مجاہدین نے برائے نام پرانی معمولی بندوق کے ہتھیار جو بے ہتھیار ہونے کے برابر ہے اُن کے ساتھ اتنا کچھ کر دکھایا ہے، تو اُس نے ایک اسلامی تحریک کی حمایت کے لئے نہیں، بلکہ سوویت یونین سے پُرانے بدلے چکانے کے لئے افغان مجاہدین کو جدید ہتھیاروں کی سپلائی شروع کر دی، جب جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ اور سوویت یونین جنیوا مذاکرات کے بعد افغانستان سے نکل گیا تو امریکہ کو اس بات سے تشویش پیدا ہوئی کہ کہیں اَب افغانستان میں ٹھیٹھ اسلامی ریاست کا قیام عمل میں نہ آ جائے۔ لہٰذا امریکہ نے فوری طور پر افغان مجاہدین کو ہتھیاروں کی تمام سپلائی بند کر دی، تاکہ وہ اس علاقہ میں حالات کو اپنے ڈھب پر لا سکے، بلکہ باخبر حلقوں کا تو کہنا ہے کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کو روکنے کے لئے امریکہ اور سوویت یونین میں در پردہ پہلے ہی مفاہمت ہو چکی تھی ان سارے حالات کے باوجود افغان مجاہدین افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام تک ڈٹے رہیں گے۔ امریکہ اور اس کے ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کرنے والی صیہونی ایجنسیوں کو بڑی پریشانی ہوئی ہے اس لئے انہوں نے اب افغان مجاہدین کو بدنام کرنے کے لئے یہ بے پر کی اڑائی شروع کر دی ہے کہ ہیروئن کے دھندے میں افغان مجاہدین کے گروپ شامل ہیں اور دنیا کی سب سے بڑی ہیروئن کی فیکٹری حزب اسلامی کی ملکیت ہے

سردار اسلم خان مہمند نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ غیر مسلم کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ مسلمان دنیا میں سرخرو ہوں وہ کسی صورت میں یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان دنیا سے اپنی بہادری کا لوہا منوائیں۔ غیر مسلم حکومتوں کا خیال ہے کہ مسلمان ممالک خوار خجل رہیں۔ اپنے چھوٹے بڑے اختلافات میں الجھیں رہیں۔ ہمیشہ یہ کوئی نہ کوئی اسلامی ممالک آپس میں یا آس پاس کسی بھی اور ممالک سے گتھم گتھا رہیں، یہ ہمارے ہر وقت ہر لمحہ محتاج رہیں اور ہم ان کی مجبوریوں اور بے اتفاقیوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، اور ان کو ہم دونوں ہاتھوں سے لوٹیں، اور سستی چیزیں اور اپنے فرسودہ ہتھیار اِن پر مہنگے داموں پر فروخت کریں۔ زیادہ اُن کی کوشش یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو آپس میں ٹکرائیں، ان کو لڑائیں۔ تاکہ یہ مریں۔ خوب پارہ پارہ ہو جائیں اور آخر میں یہ جب خُوب تھک جائیں۔ تو اِن کی صلح بھی ہم کرائیں اور اِن پر احسان بھی جتائیں، وہ اب اِس صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں، ابھی امریکہ اور روس نے یہ منصوبہ بنایا ہے، کہ افغان قوم پر دوبارہ گینڈ ظاہر شاہ مسلط کیا جائے، اور آج کل بڑے زور شور سے یہ منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ خود ظاہر شاہ بھی یہ کہہ رہا ہے، کہ اس نے افغان جہاد میں بھرپور حصّہ لیا ہے، یہ ایک سفید، وہ شرمناک اور جعلی قسم کا جھوٹ ہے جس کے بولنے پر خود ظاہر شاہ کو شرم آنا چاہیئے، البتہ ظاہر شاہ کو اب دوبارہ افغان عوام پر مسلط کرنے کا منصوبہ ہے، اور ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کی خود مختار اور اسلامی حکومت قائم نہ ہونے پائے۔ تاکہ روس میں اندر کی تمام مسلمان آبادی کو روس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے کی تحریص نہ مل سکے، حقیقت میں افغان مجاہدین نے نہ صرف افغانستان

کی آزادی بلکہ روسی جارحیت کے خلاف پاکستان کی سلامتی اور دفاع کی جنگ بھی لڑی ہے ۔اس مرحلہ پر جبکہ امریکہ نے افغان مجاہدین کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے اور براہ راست فوجی کمانڈروں کو امداد فراہم کرنے کی باتیں کر رہا ہے۔ تاکہ اُن کے حلقوں میں انتشار پیدا کر کے انہیں ان کے مرکز سے کاٹ سکے ۔

انہوں نے کہا کہ افغان جہاد سے ہمدردی رکھنے والوں اور تمام عالم اسلام و خاص طور پر پاکستان کا یہ فرض ہے کہ وہ افغان عوام کی ہر قسم کی امداد کریں اور ان کی مرضی کے خلاف ان پر مسلط کئے جانے والے کسی حل میں فریق نہ بنے ۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء سے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۹ء تک ، گزشتہ دس سال میں دنیا کس قدر بدل گئی ہے ۔ لہٰذا ہر اس عرصے میں نہ تو انقلاب روس ایسا کوئی دھماکہ خیز واقعہ رونما ہوا اور نہ دنیا کو لرزا دینے والی کوئی عالمگیر جنگ لڑی گئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس عشرے میں ایسی عظیم تبدیلیاں رونما ہوئیں ۔جن سے ۲۱ ویں صدی کی دنیا کا چہرہ مہرہ ابھر رہا ہے ۔ فروری ۱۹۷۹ء کا انقلاب ایران عظیم قربانیوں کے بعد جس نے اس خطے میں امریکہ کے ایک نہایت طاقتور حلیف یا ایجنٹ شہنشاہ ایران کو اکھاڑ پھینکا ۔ ویت نام سے پسپائی کے بعد یہ امریکہ کے لئے سب سے بڑا جھٹکا تھا۔ برزنیف کی قیادت میں روس ایک طاقتور ملک بن کر ابھرا تھا۔ پولینڈ کے سوا جہاں ولینسا کی قیادت میں ٹریڈ یونین کی ایک نئی قوت ابھر رہی تھی۔ کہیں منظم بے چینی کے آثار نہ تھے ۔ اب دس سال کے بعد سوویت یونین میں برزنیف کا عہد ایک بہت دور کی چیز دکھائی دیتا ہے جس کے حکم سے ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روس کی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں ، اور کوئی یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ روسی فوجیں کبھی افغانستان سے واپس بھی چلی جائیں گی ۔ یا کوئی طاقت انہیں افغانستان سے نکال سکے گی ۔ لیکن آج پولینڈ میں سالیڈیریٹی کی حکومت قائم ہو چکی ہے ۔ مشرقی اور مغربی برلن کے درمیان دیوار برلن ٹوٹ چکی ہے ۔ مشرقی جرمنی چیکوسلواکیہ ، بلغاریہ ، ہنگری اور رومانیہ ، میں کمیونسٹ اور سوشلسٹ نظام اور سیاسی منظر بالکل بدل چکا ہے ۔ گذشتہ چند ماہ میں یہ تبدیلیاں اتنی تیزی سے آئی ہیں کہ تجزیے کرنے والوں کو یہ بات سمجھنے اور سمجھانے میں سخت دشواری کا سامنا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام تبدیلیوں کے پس پردہ اور سارے محرکات کا تعین تو تاریخ ہی کرے گی ۔ لیکن آج دنیا جس انقلاب سے دوچار ہے اس میں پاکستانی قوم کا بھی ایک حصہ ہے اور ان ساری تبدیلیوں کو جہاد افغانستان سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا ، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو جب روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں ۔ تو پاکستان بلا وجہ ایک کمزور ملک تھا ، جو اندر سے گھن کا شکار تھا ، اور خارجی اعتبار سے وہ یک و تنہا ملک تھا ، ملک میں مارشل لاء کے نفاذ ، حکومت ، اور پیپلز پارٹی کی پیکار سیاستدانوں کی طرف سے نئے انتخابی قوانین قبول کرنے سے انکار ، سیاسی پارٹیوں پہ پابندی اور اخبارات پر سنسرشپ نے حکومت اور سیاسی عناصر کے درمیان خطرناک محاذ آرائی کا بیج بو دیا تھا ، ایسے میں روسی افواج کا پاکستان کی سرحدوں تک آ پہنچنا ایک اور سانحہ محسوس ہوتا تھا ،

پشاور سے کراچی تک ایک خوف و ہراس پھیل گیا ، اور افغان مہاجرین کے لٹے پٹے اور بے سروسامان قافلے پاکستان میں داخل ہونے لگے ۔ اگرچہ مجاہدین ترہ کئی کے دور سے مزاحمت شروع کر چکے تھے ۔ لیکن کسی کو ان کی کامیابی کا یقین نہیں آتا تھا ۔ روسی فوجوں کی آمد کے بعد تو یہ تاثر بڑا گہرا تھا کہ مجاہدین کی مزاحمت چند دنوں میں کچل دی جائے گی ۔ اور مارشل لاء حکومت کو بھی یہ مشورے دیئے جا رہے تھے ۔ کہ نئی افغان حکومت کو تسلیم کر لیا جائے ماسکو ریڈیو دن رات پاکستان ، امریکہ اور چین کے خلاف اس پروپیگنڈہ میں مصروف تھا کہ ان تینوں ممالک کی فوجیں ان محدود روسی دستوں سے جنگ کر رہی ہیں ۔ جو افغان حکومت کی درخواست پر افغانستان پہنچے ہیں ۔ ان حالات میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب محترم نے اسلام ، ہمسائیگی اور انسانیت کے ناطے افغان مہاجرین کو پاکستان میں پناہ دینے کا اعلان کیا ۔ اور افغان مہاجرین کی مدد کے لئے اور افغان حریت پسندوں سے تعاون کے لئے بنگلہ دیش کے تعاون سے اسلام آباد میں اسلامی وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی ۔ یوں افغان مجاہدین کی عملی امداد کا آغاز کر دیا گیا ۔ یہ وہ دور تھا ۔ جب امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام ، سیاسی عمل پر پابندیوں اور بعض دوسری وجوہ کی بناء پر پاکستان سے سخت ناراض تھا ۔ ان حالات میں پاکستان کے لئے افغان مہاجرین اور مجاہدین کی امداد پر کمربستہ ہو جانا بظاہر بڑا احمقانہ نظر آتا تھا ۔ چنانچہ روسی خطرے سے نمٹنے کے لئے اور خاص

کر پاکستان کی سلامتی کو لاحق خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک خفیہ افغان سیل قائم کیا گیا۔ جیسا کہ بعد میں سامنے آنے والے حقائق سے ظاہر ہوا، کہ اس سیل میں منصوبہ بندی اور حکمت عملی تشکیل دینے کی ذمہ داری آئی ایس آئی کے سربراہ محترم جنرل اختر عبدالرحمٰن کو سونپی گئی ۔ وہ پاکستانی فوج کے انتہائی نڈر اور جرأت مند جرنیل تھے اور پاکستانی فوج میں یہ رائے پائی جاتی تھی کہ وہ ملکی دفاع کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے تھے ۔ افغان سیل کے قیام سے نہ صرف خارجہ پالیسی کے میدان میں وزارت خارجہ کی حیثیت ثانوی رہ گئی ۔ بلکہ یہ معاملہ آئی ایس آئی کو سونپ دینے سے فوج کا عمل دخل بھی برائے نام رہ گیا، اب اصل معاملہ دو آدمیوں جناب صدر محمد ضیاء الحق صاحب اور جنرل اختر عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں تھا، تھوڑے عرصے میں افغان مجاہدین نے ۱۹۸۰ء کے پہلے چند ماہ میں ہی اپنی کامیابیوں سے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا اور افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت شہروں اور چھاؤنیوں تک سکڑ کر رہ گئی۔ ان علاقوں میں بھی اکثر کرفیو نافذ رہتا تھا۔ اس کے بعد امریکہ، مصر، سعودی عرب اور باقی چند ممالک سے امداد کا سلسلہ شروع ہوا لیکن اس کے باوجود امداد کا سب سے بڑا بوجھ پاکستان ہی نے اٹھایا تھا۔ جو ایک کروڑ روپے روزانہ تک تھا۔

انہوں نے کہا کہ افغان مجاہدین کی بڑھتی ہوئی کامیابیوں اور روسی افواج کی مسلسل ہزیمت نے حملہ آوروں کو یہاں تک بوکھلا دیا کہ انہوں نے افغان خفیہ پولیس خاد کی مدد سے پاکستان میں وسیع پیمانے پر تخریب کاری شروع کر دی۔ دن میں کئی کئی مرتبہ افغان طیارے، ہیلی کاپٹر، پاکستان پر فضائی حملے کرتے، بری افواج سرحدوں کی خلاف ورزیاں کرتیں اور شہروں میں بموں کے دھماکے ہوئے ان میں بلاشبہ سینکڑوں جانیں ضائع ہوئیں اور بے پناہ مالی نقصان بھی ہوا۔ لیکن پاکستان نے اپنے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور اخباروں میں بڑھ چڑھ کر پیش کیا۔ ٹیلی ویژن میں دنیا کو دکھایا اقوام متحدہ اور جنیوا میں ان کی وکالت اور حمایت کی۔ اس سے عالمی سطح پر پاکستان کو عالمی برادری کی بڑی تعداد کی سیاسی حمایت حاصل ہو چکی تھی، اگرچہ پاکستان کے بعض سیاستدان اور سیاسی جماعتیں پاکستان کی افغان پالیسی کی مخالفت کرنے اور افغان حکومت کو تسلیم کر لینے پر زور دے رہی تھیں۔ افغان مجاہدین نے بے سروسامانی کے عالم میں جس جدوجہد کا آغاز کیا تھا وہ صرف اللہ کے بھروسے پر کیونکہ اللہ تعالیٰ عرش کا حقیقی بادشاہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا جو بندہ یا جو قوم یا ملک کا عوام خیر کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے خوش ہوتا ہے اور اُن پر اپنی برکتیں نازل کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بعد میں افغان مجاہدین کو جدید ترین اسلحہ اور دوسری امداد مل جانے کے بعد وہ عسکری تاریخ کے نئے باب رقم کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں برژنیف اس دنیا سے رخصت ہوئے ان کے بعد روس کے دو معمر رہنما بھی اگلی دنیا کو سدھار گئے اور جواں سال گورباچوف اقتدار میں آئے۔

انہوں نے تو پہلے افغانستان میں صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامی کے بعد اور روس کی دگرگوں معیشت کو سنبھالنے کے خواہش مند گورباچوف نے بہت ہی نہایت مجبوری کے عالم میں افغانستان کو ایک رستا ہوا زخم قرار دے کر روسی فوجوں کو واپس بلانے کا فیصلہ کر لیا اور انہوں نے افغانستان میں فوجی مداخلت کو ایک بڑی غلطی قرار دیا۔ جس سے دنیا میں روس کی جگ ہنسائی ہوئی۔ معیشت پر بوجھ پڑا، اور روس دنیا میں ایک جارح ملک بن گیا، روس کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب خود افغان قوم کا جذبہ جہاد ہے۔ جس کی بنیاد شہادت کے فلسفہ پر تھی۔

سردار اسلم خان مہمند نے کہا کہ روس، اور امریکہ کے درمیان مفاہمت کے عمل نے بھی اب افغان تنازعہ میں امریکی پالیسی میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی ہے کہ وہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت کے قیام پر آمادہ نہیں، بلکہ وسیع البنیاد حکومت میں نجیب انتظامیہ کو بھی نمائندگی دینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے دراصل ایران میں اسلامی انقلاب سے امریکہ اور روس کو جو تلخ تجربہ حاصل ہوا ہے۔ اس نے افغانستان میں ایک اسلامی ریاست کے قیام سے دو قوتوں کو خائف کر دیا ہے خاص طور پر روس اپنی وسط ایشیائی ریاستوں میں پیدا ہونے والی بیداری کی لہر سے بڑا پریشان ہے۔ چنانچہ کبھی ظاہر شاہ کی واپسی کی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی افغان مجاہدین کے رہنماؤں میں انتشار پیدا کرنے اور اُن کی جمعیت کو منتشر کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں۔ افغانستان میں روس کی ناکامی نے اس کا سارا رعب، دبدبہ ختم کر دیا ہے۔ اور سرخ فوج کی دہشت بھی ملیامیٹ ہو گئی۔ اگر روسیوں کو ڈیڑھ کروڑ ناخواندہ و غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم افغان قوم کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونا

پڑتا تو شاید تاریخ میں اِن تبدیلیوں کا دروازہ بھی نہ کھلتا جو مشرقی یورپ کے ملکوں میں کھل چکا ہے۔

افغان عوام نے جو قربانیاں دی ہیں۔ ابھی تک ان کا ثمر انہیں نہیں ملا۔ اور پاکستان بھی جہاد کے ثمرات سے محروم ہے۔ لیکن انشاءاللہ تبدیلی کا عمل جاری ہے۔ اور اُسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ ویسے افغانستان میں دس سالہ بے سود جنگ میں افغان مجاہدین کے ہاتھوں روسی فوج کی خوب پٹائی ہوئی اور اس طویل جنگ نے روس کو مالی طور پر اس قدر کمزور کر دیا کہ وہ مسئلہ افغانستان کو ایک رستا ہوا ناسور اور عاقبت نا اندیشانہ اقدام قرار دینے اور اپنی افواج کو نہ صرف افغانستان بلکہ پوری مشرقی یورپ سے واپس بلانے پر مجبور ہو گیا ہے۔ کیمونزم کے استبدادی پنجے کو مجاہدین اسلام نے ایسا مروڑا کہ اس کے تمام ٹانکے کھل گئے اور روس کے اندر اور باہر بندگان خدا اب آزادانہ فضا میں سانس لینے کے لئے تڑپ تڑپ کر اچھلتے کودتے باہر آنے میں کوشاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں اوپر سے مسلط کی گئی حکومت کو پاکستان قطعاً تسلیم نہیں کرے گا۔

انہوں نے کہا کہ افغان مجاہدین اصولوں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ افغانستان میں افغان مجاہدین اسلام کی سربلندی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور یہ جنگ روس کی حکومت کے خاتمے تک جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کے عوام اپنے حق کے حصول کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور پاکستان سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ افغان مجاہدین کے اصولی مؤقف کی ہمیشہ کے لئے حمایت جاری رکھے گا۔

سردار اسلم خان مہمند نے کہا کہ مسلمان اللہ کی رضا کے لئے میدانِ جنگ میں اگر اترے، تو کامیابی اُس کا مقدر ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغان مجاہدین آج اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور یہی جذبہ ہے کہ انہوں نے روس جیسی سپر پاور کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سپر طاقتوں نے مل کر کے افغانستان میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ روس کی افواج کے انخلاء کے باوجود بھی وہاں امن قائم نہیں ہو سکے اور یہ بھی دشمن ممالک کی چالوں کا ایک حصّہ ہے۔ سردار اسلم خان مہمند کہتے ہیں۔ امریکہ اور روس دونوں سپر طاقتیں مسلمانوں کی ہمیشہ سے مخالف رہی ہیں اور جب بھی مسلمان کبھی کوئی کامیابی حاصل کرنے لگتے ہیں، تو اِن دونوں سپر طاقتوں کو ملیریا کا ایک سو پانچ ڈگری کا بخار ہو جاتا ہے۔ جیسے تمام دنیا تہس نہس ہونے والی ہے اور یہ دونوں طاقتیں آپس میں متحد ہو کر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم ایک صورت میں اِن دونوں سپر طاقتوں کے چنگل سے آزاد ہو سکتے ہیں اور اُن کے فریب کے جال سے بچ سکتے ہیں کہ ہمارے تمام مسلمانوں کا ایک اتفاق ہو۔ تمام عالم اسلام کا ایک مشترکہ دفاع ہو۔ اور ہماری تمام افواج اور حریت پسند مجاہدین کا سربراہ یعنی چیف آف سٹاف بہادر جناب انجنیئر گل بدین حکمت یار ہو، تو پھر اس صورت میں غیر مسلم سپر طاقتیں ہم مسلمانوں سے پناہ مانگیں گی۔ انہوں نے کہا کہ روس اور امریکہ حقیقت میں ہمارے مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ اور اسرائیل اور ہندوستان کے دوست ہیں۔ برطانیہ، مغربی جرمنی، فرانس یہ بھی امریکہ کے ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ یعنی یہ تینوں حکومتیں بھی امریکہ کی تابع داری کرتے ہیں، امریکہ کے پکے مرید ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز صرف اس میں ہے کہ اِن کا جب بھی کفر سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو اُن کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش اگر وہ دوران جنگ مر جائیں، تو وہ شہید کہلائیں گے۔ اگر وہ زندہ بچ جائیں تو وہ غازی کہلاتے ہیں۔ اور یہی جذبہ ہے کہ صرف خالی ہاتھوں کے ساتھ افغان مجاہدین کے سامنے روس نے اپنی ناک رگڑی اور توبہ استغفار ہوا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں اور تمام دنیا والے اس بات پر یقین کریں۔ کہ اب سوویٹ یونین روس نے سچے دل سے توبہ کی ہے کہ وہ آئندہ کے لئے کسی بھی بیرونی ممالک میں فوجیں داخل نہیں کرے گا۔ کیونکہ افغان مجاہدین نے افغانستان میں روس کو مار مار کر اس کا کچومر نکال دیا ہے اور اس زبردست مار نے روسیوں کے جسموں کے اندر دلوں پر اور دماغ پر اس قدر اثر کیا ہے کہ اُس نے تمام کیمونسٹ ممالک اور یورپ سے اپنی تمام افواج کو واپس بلا لیا۔ افغانستان کے افغانوں کی دہشت کے آثار اب روز بروز روسیوں پر کچھ زیادہ ہی اثر کر رہے ہیں اب خاص طور پر یورپ اور کیمونسٹ ممالک سے روسی افواج کی واپسی کا سہرا بھی تمام افغان مجاہدین کے سر پر ہے۔ کیونکہ اِن ممالک کو بھی افغان

مجاہدین کی سرفروشانہ جدوجہد کی وجہ سے آزادی ملی، اوران کو ہمیشہ کے لیئے روس کی غلامی سے نجات دلادی ۔سرداراسلم خان چیلنج دیکر کہتے ہیں ۔اگر ڈاکٹر نجیب اللہ کے ساتھ ایک سال یہ جنگ اور جاری رہی تو اس دوران روسی حکمران اوراعلیٰ عہدہ داران کلمہ پڑھ کر مسلمان بھی ہو جائیں گے ۔

انہوں نے کہا کہ روس کی ناقابل تسخیر قوت اور آہنی عزم کا بھرم اگر افغان مجاہدین نے نہ کھول دیا ہوتا ۔تو مشرقی یورپ کے یہ فریب خوردہ شاہین ،، اُس کی محفوظ غلامی کے خلاف شاید ابھی آزادی کا علم بلند نہ کر سکتے ۔اگر کرتے بھی تو روس اپنے ساتھی آمروں کے تحفظ کے لئے ٹینک اور توپیں لے کر اُن پر چڑھ دوڑتا ۔اُن کا بھی وہی حشر کرتا ،جو اس نے بیس اکیس سال پہلے چیکوسلواکیہ کے آزادی پسندوں کا کیا تھا ،اب ایک کے بعد اُس کے دوسرے حلیف ممالک میں کمیونزم اور کمیونسٹوں کا صفایا ہو رہا ہے ۔

اور وہ اب خاموش بیٹھا یہ سب کچھ آرام سے اور بڑے سکون سے دیکھ رہا ہے اور اب اُس نے یہ بھی اعلان کر دیا ہے ،کہ وہ اب کسی بھی ملک میں بھی اپنی فوجیں داخل کرنے کی غلطی نہیں دہرائے گا ۔اس غلطی کو صرف افغانوں نے لاکھوں قربانیوں کے بعد غلطی منوایا ہے ۔ کیونکہ (لوہے کو آگ میں ڈالو .جب وہ گرم ہوتا ہے پھر وہ سیدھا ہوتا ہے) (خطروں سے کھیلنا ہی ۔افغانوں کی زندگی ہے)حقیقت میں افغان (غلامی کی ایک ہزار سالہ زندگی سے ،آزادی کی دو دن کی زندگی کو بہتر سمجھتے ہیں)

انہوں نے کہا کہ دراصل میں افغان مجاہدین کے عزم اور جذبہ کو دیکھ کر سپر پاور سوویٹ یونین روس کو احساس ہوا ہے کہ جب کوئی قوم اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے قربانیاں دینے کا عزم کرلے تو اُسے جدید ترین اسلحہ اور فوجوں سے غلام نہیں بنایا جا سکتا ۔افغانستان میں افغانوں کے ہاتھوں رسوا کن پسپائی کے بعد وہ مشرقی یورپ میں وہی غلطی دہرانے کی پوزیشن میں نہیں تھا ، انہوں نے کہا کہ سوویٹ یونین روس افغانستان پر قبضہ کرنے آیا تھا ، اور وہ سارا مشرقی یورپ بھی گنوا بیٹھا ، اس سے بڑی غلطی اور کیا ہوگی ۔

انہوں نے کہا کہ ماضی میں ہٹلر نے سامراجی یورپ سے پنجہ آزمائی کی ۔مگر وہ ختم ہوگیا اور ملک تقسیم کروا گیا ۔انہوں نے کہا کہ کیتھولک چرچ اور مشرقی یورپ کے آزادی پسندوں کو افغان مجاہدین کی عظیم قربانیوں کو سلام کرنا چاہیئے ۔جن کی شاندار قربانیوں کی وجہ سے روس کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ۔ دنیا میں جو کوئی بھی کسی قوم کے جذبہ آزادی کو توپوں اور ٹینکوں سے کچلنے پر عمل کرسکا ہوئے تو پہلے اُسے یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اُن کے اِن ہتھیاروں کی مار ایک حد تک ہی ہو سکتی ہے یہ قوموں کے افراد کو تو کچل سکتے ہیں ان کے عزم اور اداروں کو نہیں کچل سکتے ۔لہٰذا اب ہمارے ہمسایہ اور ابھرتے ہوئے سامراجی بھارت کو تاریخ کے اس سفر اور رخ کو دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اس نے مقبوضہ کشمیر میں کونسا راستہ اختیار کرنا ہے ۔ باعزت پسپائی کا یا ذلت ورسوائی کا ۔جب بھارت کے صدر اور وزیر اعظم پنجاب اور کشمیر کے علیحدگی پسندوں" کو کچل دینے کے عزم کا اظہار کرتے ہیں ۔تو تاریخ ان پر مسکراتی ہے ۔انہوں نے کہا کہ حقیقت میں کشمیر پر تو بھارت نے ٹینکوں اور توپوں کی قوت سے قبضہ کیا تھا " وہاں پر رائے شماری کرانے کا اُس نے اقوام عالم سے وعدہ کیا تھا ،کشمیریوں نے کبھی بھی بھارت کے ساتھ ملنے کا اجتماعی فیصلہ نہیں کیا ، وہ علیحدگی پسند کیسے ہوگئے " وہ تو مجاہدین آزادی ہیں اور آزادی کی جدوجہد کا آئینی حق انہیں تاریخ اور ضمیر عالم نے دیا ہے ۔جسے بھارت زیادہ دیر تک دبا نہیں سکتا ۔یہ پیدائشی حق تاریخ انہیں دلا یا کر رہے گی ۔

بھارت کے ٹینک اور توپیں زیادہ دیر تک انہیں غلام نہیں رکھ سکتے ۔اگر بھارت نے بھی وہی غلطی کی ۔جو روس نے افغانستان میں کی تھی تو پھر شاید اُسے بھی اپنے رومانیاؤں اور مشرقی جرمنیوں میں وہی کچھ دیکھنا پڑے گا جو روس دیکھ رہا ہے ،کیونکہ تاریخ کا اپنا انداز سفر ہے ۔جو بڑا عجیب اور ناقابل فہم ہے (غ) صدار سرداراسلم خان مہمند حریت پسند ، مجاہد اسلام ،

اسلام کی سربلندی کے لیے ٹانگ تو کیا جان بھی حاضر ہے

ووٹنگ کے بغیر انتخابات نہیں ہوتے

رفیق افغان

17 جنوری کو پشاور میں افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم پروفیسر عبدالرب رسول سیاف نے انتہائی عجلت میں بلوائی گئی ایک پریس کانفرنس میں حکومت کی جانب سے نئی شوریٰ کے چناؤ کی خاطر ایک طویل اور پیچیدہ طریقہ کار کا اعلان کیا۔ اس طریقہ کار کے مطابق الیکشن کمیشن کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کر کے اسے یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنے اختیارات اور شوریٰ کے ارکان کی اصلیت کا معیار وضع کرے، پھر یہ کمیشن افغانستان کی مختلف (تحصیلوں) میں مشترکہ وفود روانہ کرے گا جو وہاں کے معززین، علماء اور مجاہدین کمانڈروں کو یکجا کر کے ان سے درخواست کریں گے کہ وہ آپس میں سے دس افراد نامزد کر کے ان نے نام وفد کو دے دیں ان 10 افراد کے چناؤ کا طریقہ متذکرہ معززین کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ چناؤ کے بعد یہ 10 افراد باہم مشورہ کر کے کسی ایک فرد کو ملی شوریٰ یعنی پارلیمینٹ کا رکن نامزد کریں گے۔ جبکہ بقیہ 9 افراد بیک وقت اولسوالی کی کونسل اور گرانڈ شوریٰ کے رکن ہوں گے۔ ان افراد کے چناؤ کے علاوہ ہر تنظیم مساوی طور پر ملی شوریٰ کے لئے 10 اور گرانڈ شوریٰ کیلئے 15 افراد کی نامزدگی کا اختیار رکھے گی یہ عمل مکمل ہونے کے بعد عبوری حکومت میں تبدیلی، ترمیم یا اسے برقرار رکھنے کا فیصلہ گرانڈ شوریٰ کرے گی۔

پروفیسر سیاف کا بیان کردہ فارمولہ دراصل خود انہی کی تجویز ہے جو انہوں نے چند دن پیشتر 7 جماعتی رہبر اجلاس میں پیش کی تھی اور جس پر اسی وقت کئی ایسے سوالات اٹھے تھے جن کے خاطر خواہ جوابات دیئے نہ جا سکے بہ ایں سبب یہ تجویز آخر وقت تک محض تجویز ہی رہی۔ لیکن اب چند دن کے وقفہ کے بعد بغیر کسی اتفاق رائے کے حصول کے، عبوری حکومت کے وزیر اعظم کا اچانک خود اپنی تجویز کو "متفقہ فارمولہ" کے طور پر مشتہر کر دینا بڑا حیران کن ہے۔ بہرحال اس بحث میں جائے بغیر کہ یہ عجلت آمیز اقدام کیوں کیا گیا اور اس کے پس پردہ کیا عوامل کار فرما تھے، مذکورہ فارمولہ کے حسن وقبح پر نظر دوڑائی جائے تو کئی تشنہ پہلو ابھرتے ہیں۔

............(1)............

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس طریقہ کار کو "انتخابات" کا نام دینا ہی غلط ہے۔ الیکشن کمیشن سے لیکر وفود کی تشکیل، ان کی روانگی، مختلف اولسوالیوں میں ان وفود کی جانب سے چنیدہ افراد کے اجتماع کا اہتمام، اس اجتماع کا باہم مشورے سے 10 افراد نامزد کرنا اور پھر ان 10 کا کسی ایک کو نامزد کرنا، یہ سارے کا سارا عمل، عوامی رائے دہندگی سے ہٹ کر ایک متبادل راستہ کو اختیار کرتا اور 2 بنیادی اہداف پر اپنی ساری توجہ مرکوز کرتا ہے۔

(الف) اول یہ کہ سارے طریقہ کار میں نامزدگیوں کو اولین اہمیت دی گئی ہے وہ اس طرح کہ وفود میں منتظموں اور حکومت کے نامزد افراد شامل ہوں، جو ہر علاقے میں "معززین" کو نامزد کریں، یہ "معززین" باہم مشورے سے 10 افراد کو نامزد کریں اور یہ 10 افراد کسی ایک کو اس طرح گویا ووٹ کی پرچی کے استعمال کا تکلف کئے بغیر ایک ایسی شوریٰ وجود میں لے آئی جائے گی جس میں نامزد عناصر نہ صرف اپنی خواہش اور پسند کے مطابق شامل کئے جا سکیں گے بلکہ جسے نخریہ، منتخبہ کہہ کر انتخابات کے حامیوں کا منہ بھی بند کیا جا سکتا ہے۔

(ب) دوم یہ کہ مجوزہ طریقہ کار میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اولسوالی سے لے کر ملی اور پھر گرانڈ شوریٰ تک تمام تنظیموں کو مساوی تقسیم کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے قطع نظر اس بات سے کہ ان میں سے کون ملت کے بڑے حصہ کی نمائندگی کرتی ہیں اور کون تانگہ پارٹیاں ہیں، کس نے تحریک جہاد کی مکمل زمام تھامے رکھی ہے اور کون محض شامل باجہ ہے اس سے مقصد یہ نظر آتا ہے کہ چھوٹی تنظیموں کی جانب سے غالب نمائندگی کی حامل تنظیموں کو حکومتی قیادت میں غیر موثر بنا کر اقتدار میں اپنا حصہ، بقدر جثہ کے بجائے بقدر خواہش حاصل کر لیا جائے۔

اب آیئے پروفیسر سیاف کے فارمولے کے اجزائے ترکیبی کی جانب

(الف) پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر اولسوالی ما صوبہ میں "معززین" کی نامزدگی پر وفود کا اتفاق از حد مشکل ہے۔ جس بات پر 7 رہبر باوجود زیادہ فہم رکھنے کے اختلاف رائے رکھتے ہیں اس پر ان کے نمائندوں کے مابین فوری اتفاق کیسے ہوگا۔ اگر نمائندوں کے درمیان یہ اتفاق ہوا بھی تو وہ لامحالہ مساوی تقسیم پر ہی ہوگا، چنانچہ وفد میں شامل ہر تنظیم کے نمائندے کی یہ کوشش اور خواہش ہوگی کہ معززین میں ان کے حامی افراد کی تعداد دوسروں سے کسی طور کم نہ ہو۔

(ب) علماء، کمانڈروں اور معززین کے لئے فی الوقت ایسا کوئی طے شدہ معیار مقرر نہیں جس پر جانچنے کے بعد کسی کو "گروہ معززین" میں شمولیت کے لئے اہل یا نا اہل قرار دیا جا سکے۔ چنانچہ جو تنظیم کسی خاص علاقہ میں کم نفوذ رکھے گی وہاں جانے والے وفد میں اس کا نمائندہ 10 مجاہدین کے انچارج کو کمانڈر قرار دے سکتا ہے، اور کوئی دوسری تنظیم جس کے اثرات زیادہ ہوں ہزار مجاہدین کے انچارج کو معیار کمانڈر بنانے پر مصر ہوگی۔ کوئی محض گاؤں کے سربراہ کو "معزز" شمار کرے گی اور کوئی قبائلی سردار کو، پھر یہ بھی ہے کہ 10 برس کی انقلابی جدوجہد نے افغانستان کا وہ معاشرتی ڈھانچہ تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے جہاں ہر قبیلہ، یا قوم کا کوئی معروف، غیر متنازعہ اور متفق سربراہ موجود ہوتا تھا............ بہ ایں ہمہ افراد کی نامزدگیوں پر اختلاف ایک بار پھر مساوی تقسیم کے فارمولے کو آگے لائے گا جو اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ علاقہ میں اصل اور اہل نمائندگی اس کو ملنی چاہئے جس نے جہاد میں زیادہ قربانیاں دیں، محض تنظیموں کو مساوی نمائندگی دینے پر منتج ہوگا......یوں موثر نمائندگی پارلیمینٹ سے باہر رہ جائے گی۔

(ج) اہم سوال یہ ہے کہ "معززین" علماء اور کمانڈروں کا اجتماع 10 افراد کا چناؤ کس طرح کرے گا، اتفاق سے یا اکثریت سے، ظاہر ہے کہ اتنے مختلف الرائے افراد کے مابین اتفاق محال ہے اور اکثریت انتخابات کے سوا کسی اور طریقہ سے معلوم نہیں ہو سکے گی......پھر اگر ان کے مابین ووٹنگ کرانا ہی مقصود ٹھہرے تو اسے صرف معززین تک محدود کیوں رکھا

جائے اس میں علاقے کے تمام باشندوں کو کیوں نہ شریک کر لیا جائے۔

(د) ہراولسوالی سے 10 افراد کا تعین بجائے خود تنظیموں میں مساوی نامزدگی کی تقسیم کی علامت ہے 10 میں سے 7 نمائندے سات جماعتوں کیلئے اور 3 دیگر چھوٹے گروہوں کیلئے رکھے گئے ہیں۔ یوں گویا گرانڈ شوریٰ میں ساتوں تنظیموں کی مساوی نمائندگی کا پورا اہتمام ہے جو ایک بار پھر غیر حقیقی نمائندہ قیادت کو آگے لانے کا راستہ ہموار کر سکتا ہے۔

............(3)............

ہماری نظر میں مساوی نامزدگی کا اصول ہی اس جمہوری تصور کو غارت کر دیتا ہے، جو مختلف قوتوں کی جانب سے عوام کے مختلف طبقات میں کم یا زیادہ نفوذ کی حقیقی جھلک شوریٰ میں پیش کرتا ہے..... اگر ہر تنظیم اپنے حقیقی حجم اور طاقت کے مطابق پارلیمنٹ میں اپنی جگہ حاصل کرے تو خرابی کا امکان نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے لیکن یہی عمل اگر الٹ جائے تو خرابیاں ان جلدی بیماریوں کی مانند نمودار ہونے لگتی ہیں، جو بظاہر نظر تو کھال کے اوپر آتی ہیں لیکن ان کے اسباب رگوں میں دوڑتے خون میں گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ سیاسی عمل بھی اگر عوامی نمائندگی کی غالب نمائندہ قوتوں کو قیادت کے درجے پر فائز کرتا رہے تو معاملہ ٹھیک رہتا ہے لیکن دوسری صورت میں عوامی بے چینی کہیں اور راستہ نہ پا کر فشار خون بڑھاتی اور قومی جسد کو نت نئی بیماریوں میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ عبوری حکومت کے وزیر اعظم یہ نکتہ کیوں نہیں سمجھ پائے جبکہ اس عارضہ سے بچنے اور انتخابات کرانے میں کوئی ایسی مشکل بھی نظر نہیں آتی۔ آخر کو وہ مختلف اولسوالیوں میں وفود روانہ کریں گے ہی، انہی وفود کو متعلقہ علاقے میں انتخابات کی نگرانی سونپ دینے میں کیا قباحت ہے؟ افغانستان کی 282 میں سے 241 اولسوالیوں پر مجاہدین کا قبضہ ہے نیز افغانستان کی کل آبادی کا ایک تہائی پاکستان و ایران میں مہاجرت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ آزاد اولسوالیوں اور مہاجر ں میں انتخابات کا انعقاد کچھ مشکل نہیں۔ پھر وزیر اعظم موصوف کو یہ ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جن غریب عوام کی مدد، حمایت اور قربانیوں کے باعث انہوں نے روس جیسی طاقت کو شکست دی اور ساری دنیا میں سرخرو ہوئے۔ انہیں اتنی قربانیوں کے عوض محض ایک پرچی کے استعمال سے محروم کر دینا واقعتاً بڑی زیادتی ہے۔ آخر یہ افغان عوام ہی تو تھے جنہوں نے غیر ملکی افواج کے زیر سایہ کٹھ پتلی تسلط کو اپنی قیادت ماننے سے انکار کر دیا اور مجاہدین تنظیموں کے پرچم تلے جمع ہوتے چلے گئے۔ اب ایک نئے مرحلہ کے آغاز پر انہی عوام سے تازہ مینڈیٹ لینے سے گریز پائی کیوں؟ جب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہی افغان عوام کے اصل اور حقیقی نمائندہ ہیں تو پھر ڈر کیسا، انہی عوام کو اختیار دیجئے کہ وہ دوبارہ آپ کو منتخب کریں وہ یقیناً ایسا ہی کریں گے لیکن انہیں اس کا موقع تو دے۔

عبوری حکومت کو سوچنا چاہئے کہ مجوزہ طریقہ کار کے نتیجہ میں وجود میں آنے والی شوریٰ پر ایک بار پھر یہ اعتراض اٹھ سکتا ہے کہ یہ حقیقی نمائندہ اور وسیع بنیاد نہیں بلکہ ایک ایسی شوریٰ ہے جو چند رہبروں کی مرضی و منشاء سے وجود میں آئی ہے۔

انتخابات کی حامی جماعتیں جن میں حزب اسلامی افغانستان سرفہرست ہے سیاف فارمولہ پر بوجوہ رضامند نہیں، ان کے نزدیک یہ نہ صرف قیمتی وقت کا زیاں ہے بلکہ خود اپنا اعتبار، اپنی ملت میں ساقط کرتا ہے، ان کا موقف ہے کہ آخر کو اس ملت کے سامنے ہم نے مشاورتی شوریٰ کے فیصلوں کے ذریعہ یہ اقرار کیا تھا کہ عبوری حکومت کی تشکیل کے چھ ماہ کے اندر اندر انتخابات منعقد ہوں گے اور اگلے چھ ماہ میں عبوری حکومت کی جانب سے اعتماد کا ووٹ لیا جائے گا۔ اب دوسری مدت کے بھی اختتام پذیر ہونے پر ایک بار پھر نامزدگی پر مشتمل ایک نیا طریقہ کار اختیار کرنا خود اپنا مضحکہ اڑوانے اور لوگوں کے لئے سامان ریش خندی مہیا کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

چہ باشد جز ندامت سود ازیں ہر سو دوید نہا

ہمارے خیال میں ابھی وقت ہے کہ موجودہ اعلان پر نظر ثانی کر کے ایک ایسا قابل قبول اور موثر فارمولہ وضع کر لیا جائے جو افغانوں کے لئے نئے سیاسی نظام کی پہلی اور بنیادی اینٹ کے طور پر، عمارت کی سیدھی تعمیر برقرار رکھ سکے۔

تبدیلی کے ضمن میں بعض تجاویز یہ ہو سکتی ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

(1) افغانستان میں جہاں جہاں انتخابات (ووٹنگ) کا انعقاد عملی ہو، وہاں کرا دیئے جائیں اور جہاں کسی وجہ سے ممکن نہ ہو وہاں موخر کر دیئے جائیں، البتہ یہ اختیار الیکشن کمیشن کو ہونا چاہئے کہ وہ کسی جگہ الیکشن کے عملی یا غیر عملی ہونے کے بارے میں فیصلہ دے۔

(2) جن جن علاقوں اور اولسوالیوں میں کوئی ایسا فرد یا افراد موجود ہوں جن پر سارا علاقہ متفق ہو یا کوئی ایسی کونسل وجود رکھتی ہو جو سب کی مشترکہ نمائندہ ہو وہاں انتخابات کی حاجت نہیں، متفقہ فرد یا افراد شوریٰ کے رکن ہو سکتے ہیں یا مشترکہ کونسل کچھ افراد کو نامزد کر سکتی ہے۔ البتہ جہاں جہاں اختلاف رائے پایا جائے وہاں انتخابات کروائے جائیں تاکہ عوام میں حقیقی نمائندگی رکھنے کے بارے میں سب کی تشفی ہو سکے۔

(3) ایک ممکنہ صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر اولسوالی کے لوگوں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ مختلف امیدواروں کے حق میں اپنی رائے استعمال کریں، سب سے زیادہ ووٹ لینے والے امیدوار کو پارلیمنٹ یعنی ملی شوریٰ اور اس کے بعد ترتیب وار ووٹ لینے والے دیگر 9 امیدواروں کو گرانڈ شوریٰ کا رکن قرار دے دیا جائے۔ منتخبہ امیدواروں کی تعداد اولسوالی کی آبادی کے تناسب سے کم یا زیادہ بھی کی جا سکتی ہے اس طریقہ سے عوام کی غالب ترین اکثریت کے حقیقی نمائندے درست تناسب سے ہر دو شوریٰ میں جگہ پا سکیں گے۔

(4) افغان مہاجرین کو اپنے ں میں ہی حق رائے دہندگی کے استعمال کا موقع دیا جائے۔ پروفیسر سیاف کے فارمولہ میں اگرچہ ہر اولسوالی کے معززین کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ 10 چنیدہ افراد میں مہاجرین کے نمائندوں کو بھی شامل کر سکتے ہیں لیکن عملی طور پر اس اختیار کا استعمال محل نظر ہو گا، موقع پر موجود افراد، عناصر اور عوامل کا دباؤ، غیر حاضر مہاجرین کے حق میں کوئی رائے بننے سے روک سکتا ہے۔ دوسری طرف ان مہاجرین کی درست نمائندگی شامل کئے بغیر کوئی شوریٰ وجود میں آ گئی تو پھر وہ مہاجرین کے نزدیک غیر موثر اور از کار رفتہ قسم کی چیز ہو سکتی ہے اور پھر اسے یہ توقع بھی نہیں رکھنی چاہئے کہ عام افغان مہاجر اس کے فیصلوں کو واہ، درے، قدمے، سخنے سند قبولیت بخشیں گے یا ان پر لبیک کہیں گے۔

اگر ٹانگ ضائع ہو گئی تو کوئی پرواہ نہیں۔ ملحد روسیوں کو تو شکست فاش سے دوچار کر دیا

(تحریر: سجاد ابراہیم)

سوویت یونین کا اعترافِ جرم

موجودہ صدی میں دسمبر کا مہینہ جہاں بہت سے اہم واقعات کو اپنے سینے میں محفوظ رکھے ہوئے ہے وہاں ایک نہایت اہم واقعہ ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں سپر پاور روس کی فوجی مداخلت بھی ہے جس کی وہاں کے عوام نے بے جگری سے مزاحمت کی اور روس کو مفتضحانہ شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ افغانستان میں روس کی مداخلت نے بین الاقوامی طور پر روس کو ایک توسیع پسند اور اتحادی بھی محفوظ نہیں رہے۔ روس کی اس مداخلت کی بین الاقوامی برادری نے بھی بھرپور طریقے پر مخالفت کی۔ روسی حکمرانوں کا یہ فیصلہ اس قدر ظالمانہ اور غاصبانہ تھا کہ وہاں کے عوام اور دانشور بھی اس کی حمایت نہیں کر سکے۔

صدر گورباچیف کی کھلے پن کی پالیسی نے اس بات کو ممکن بنایا ہے کہ روس کے عوام افغانستان کے حوالے سے ابھرتے والے سوالات اور اس سے حاصل ہونے والی مشکلات و مصائب پر کھل کر بات کر سکیں۔

۱۹۸۹ء میں روس کی سرکاری پبلشنگ ادارے "نوووستی پریس ایجنسی" نے ایک کتاب شائع کی جس کا نام "افغانستان ہمارے زندگیوں میں" ہے۔ اس کتاب میں افغانستان میں لڑنے والے فوجیوں، ان کے اہل خانہ، دانشوروں اور صحافیوں کے انٹرویو شائع کئے گئے ہیں جو وہاں کے عوام کی اور دانشوروں کی افغانستان کے معاملے میں نقطہ نظر واضح کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے روسی معاشرے پر پڑنے والے اثرات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔

اس کتاب کے ابتداء پبلشر کی تحریر ہی ان احساسات کو ظاہر کرتی ہے جو کہ افغان جنگ کے معاملے میں وہاں کے لوگوں کی تھی۔ ابتداء میں سوویت یونین میں ہم میں سے کوئی حقیقتاً یہ نہیں جانتا تھا کہ ایک المیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہت سی چیزیں واضح نہیں ہوتی تھیں لیکن وہ المناک بھی نظر نہیں آتی تھیں۔ یہاں تک کہ حال تک روسی مراسلت میں لفظ "جنگ" کا ذکر تک نہیں ہوتا تھا۔ لیکن حقیقتاً ایک جنگ جاری تھی۔ ایک سخت بے رحم۔۔۔۔۔ جو کہ ناگزیر مشکلات میں اضافہ کر رہی تھی اور سب سے اہم یہ کہ اس کا کوئی خاتمہ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ لوگوں نے پوچھنا شروع کر دیا تھا کہ ہم نے کیوں اپنے فوجیوں کو وہاں بھیجا ہے؟ کیا ہمارے نقصانات کا جواز فراہم کیا جا سکتا ہے؟ (۱۳ ہزار سے زیادہ ہلاکتیں، ۳۵ ہزار سے زیادہ زخمی اور ۵۰ ملین روبل کے اخراجات)

"سوویت عوام نے اپنی قیادت کے اس فیصلے (افغانستان سے فوجوں کی واپسی) کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا ہے۔ یہ لوگوں کی حقیقی رائے تھی جو کہ ۱۹۷۹ء میں روک ٹوک بیان نہیں کی جا سکتی تھی لیکن ۱۹۸۵ء میں با آواز بلند کہی جانے لگی۔"

لوگوں کی انہی آراء کی روشنی میں اسی کتاب کو مرتب کیا گیا ہے اس کتاب میں سب سے پہلا انٹرویو ایک ایسے شخص کا ہے جسے نہ چاہتے ہوئے بھی افغانستان بھیجا گیا۔

بورس جیریلوسکی جس نے ۸۶-۸۵ء میں افغانستان میں خدمات انجام دیں جب اس سے سوال کیا گیا کہ "فوج میں جانے پر تمہارے کیا احساسات تھے؟ کیا تمہیں معلوم تھا کہ افغانستان میں جنگ لڑی جا رہی ہے؟" تو اس

نے جواب میں کہا" میں فوج میں جانا نہیں چاہتا تھا۔ تمام معاملات احمقانہ لگتے ہیں۔ !! مجھے ترکمانیہ لے جایا گیا۔ وہاں جنگ کی تربیت دی گئی۔ میں بنیادی طور پر ایک سیاسی آدمی ہوں اس لئے افغان جنگ کے متعلق میرا رویہ بالکل منفی رہا جب میں افغان جا رہا تھا تو مجھے ایک ناگوار المیہ بالکل صاف نظر آ رہا تھا" جب اس سے افغانستان کی صورتحال اور وہاں کے مقامی لوگوں کے رویئے سے متعلق پوچھا گیا تو اس کے جواب نے افغان عوام کے روسیوں سے اظہار نفرت کی کیفیت کو واضح کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ صورت حال خاصی پیچیدہ تھی۔ مجھے یقین ہے کہ افغان خود نہیں جانتے کہ وہ خود کیا سوچ رہے ہیں۔ ایک دن کسی مقامی کی دکان پر آپ دیکھیں گے کہ وہ مسکرا رہے ہیں آپ کو سامان دکھا رہے ہیں لیکن دوسرے ہی لمحے وہ آپ کو گولی مار دیں گے۔" اس سے ایک اور سوال افغان جنگ میں ہونے والے نقصانات سے متعلق ہوا تو اس کا جواب دیتے ہوئے بورس نے کہا" وہاں ہم کو بہت ہی نقصانات ہوئے۔ جتنا اس جنگ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

اس کتاب میں دوسرا انٹرویو بورس کی والدہ ارینا جیریلوسکی کا ہے جو کہ "آل یونین انسٹیٹیوٹ آف ایڈوانس ٹریننگ فار کلچرل ورکس" میں سینئر لیکچرر ہیں۔ یہ انٹرویو جنگ کے نتیجے میں روسی معاشرے پر پڑنے والے اثرات اور ان ماؤں کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے، جن کے بیٹے اس لالچ اور بے نتیجہ جنگ میں جھونکے گئے تھے۔ جب اس سے سوال کیا گیا کہ "افغانستان کی جنگ آپ کو اور آپ کے خاندان کو کس حد تک متاثر کیا؟" تو اس کا جواب دیتے ہوئے ارینا نے کہا" جب بورس کو فوجی خدمات کے لئے بلایا گیا تو اس وقت افغانستان میں جنگ کئی سالوں سے جاری تھی۔ اگرچہ اس وقت ہم اس کے متعلق زیادہ نہیں جانتے تھے۔ لیکن ہم والدین اس سے بہت متاثر ہوئے۔ میرے رویے کا تمام رجحان اس جانب تھا کہ اس صورت حال کو اپنی خواہشات کے برخلاف سمجھتی تھی اس کے ساتھ میں یہ بھی نہیں سمجھ سکی کہ وہ وہاں کیا کر رہے تھے؟ کسی نے سوویت یونین پر حملہ نہیں کیا تھا۔ ہم پرامن طریقے سے رہ رہے تھے، کچھ افراد۔۔۔ ہمارے بچے۔۔۔۔ مصنوعی طور پر ہمارے معاشرے، ہماری زندگیوں سے جدا کر دیئے گئے۔۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ ساتھ خاص نفرت انگیز چیزیں بھی جاری رہیں۔ جیسے رشوت اور سماجی جرائم وغیرہ۔"

ایک سوال کے جواب میں ارینا نے ان اثرات کی نشاندہی کی جو روسی فوجوں پر افغان جنگ کی وجہ سے پڑے۔ "مدآج کل آپ اکثر پڑھتے ہیں کہ افغانستان سے آنے والے فوجی محنتی، دلیر، آگے بڑھنے والے اور اپنے تصورات کی سچائی کے بارے میں زیادہ بااعتماد ہیں۔ لیکن مجھے جو نظر آیا وہ ایسا نہیں ہے۔ میرا بیٹا جو اخلاقی طور پر دقیانوسی ہے دباؤ میں رہتا ہے اور اپنے متعلق عدم اعتماد کا شکار ہے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ عام زندگی میں واپسی پر خوفزدہ ہے۔۔۔۔۔ وہ برابر منشیات استعمال کرتا ہے اور اکثر سست رہتا ہے۔ میں نے دوسروں کے متعلق بھی جو اس جنگ سے واپس آئے ہیں یہی سنا ہے، ان کے لئے ایک پرسکون زندگی گزارنا آسان نہیں ہے۔" جب اس سے پوچھا گیا کہ، "آپ اپنے بچے کی واپسی کے لئے خاصا انتظار کرتی رہی ہیں۔ جیسا کہ آپ نے پہلے بتایا کہ افغان جنگ نے آپ کو خاصا متاثر کیا۔" تو بورس کی والدہ نے جواب دیا کہ "جب میرے بچے کو مجھ سے جدا کیا گیا تو حقیقت یہ ہے کہ میں اس کی کوئی جذباتی حمایت نہیں کر سکی میں اپنے لئے نہیں کہہ سکی کہ تمہارے ملک اور لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ افغان جنگ عظیم جب وطن کی جنگ (جنگ عظیم) نہیں تھی جو کہ ہمارے والدین نے لڑی۔ وہ ایک قومی جنگ تھی اور یہ واضح تھا کہ ہم کس لئے لڑ رہے ہیں لیکن میں افغان جنگ کے متعلق کوئی استدلال یا عقلی جواز نہیں سمجھ سکی۔"

(جاری ہے)

اس کتاب میں ایک اور انٹرویو الیس ایدنیوسٹی کا ہے۔ جو کہ ایک مصنف، جنگ عظیم دوم کا سپاہی اور یونسکو کے روس کے لئے کمیشن کے وائس چیئرمین ہیں۔ افغان جنگ کے حوالے سے جب ان سے سوال کیا گیا کہ، "آپ طویل مدت سے اپنے رویے سے افغان جنگ کے متعلق لوگوں کو باز رکھے ہوئے ہیں۔ یہ کیوں کر ہے؟" تو اس کا جواب خاصا تلخ اور افغان جنگ کی جبریت کو واضح کرنا تھا۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا" میں افغانستان کے متعلق کیسے کر سکتا ہوں اور مجھے اس کا کس طرح چہرے ہم سے مختلف نظر آئیں بات کر سکتا ہوں اور مجھے اس کا کس طرح سے حق پہنچتا ہے جبکہ میں وہاں کبھی نہیں رہا اور کبھی نہیں دیکھا کہ کس طرح سے سوویت یونین کے محدود فوجی دستے عارضی طور پر اپنی بین الاقوامی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں؟" "لیکن میں آپ کو بلا تکلف کہتا ہوں کہ میں نے۔۔۔ کئی دوسروں کی طرح۔۔۔۔۔ اس فوجی عمل کو کبھی قبول نہیں کیا اور

نہ سرکاری وضاحت کو کہ یہ کیوں ضروری تھا ...... میں گستاخی نہیں کر رہا ہوں۔ لیکن میں اپنے ساتھی مصنفوں کے متعلق بھی کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے ۹۹.۹ فیصد کسی طرح بھی اس برزنیف کی جنگ کی وضاحت کرنا ممکن نہیں سمجھتے جو کہ اب بعد میں آنے والوں کے لئے ورثہ ہے۔ سب اہم سوال یہ ہے کہ اگر اس جنگ کا کوئی اختتام نہیں تھا تو ہم وہاں کیا کر رہے تھے۔؟ یہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ افغان عوام اپنے مسائل خود اپنے طریقے سے حل کرنا چاہتے ہیں کسی کے مشورے کے پیچھے چل کر نہیں۔" ایک اور سوال کے جواب میں اس نے جنگ کے روسی فوجیوں پر اثرات کو بیان کیا "افغان جنگ کا مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ صرف دو گروہوں نے اور عوام نے نقصانات برداشت کئے بلکہ ساتھ ہی وہ خطرناک سیاسی واخلاقی صورت حال بھی پیدا ہوئی جو کہ برزنیف انتظامیہ کے اس غلط اقدام کی وجہ سے ہمارے فوجی بھگت رہے ہیں ان افراد کو دیکھو جو افغانستان سے واپس آئے ہیں ان کی آنکھیں ان کے چہرے ہم سے مختلف نظر آئینگے۔ وہ جو چیزوں کے متعلق جانتے ہیں ہم اسے نظرانداز نہیں کر سکتے! جنگ میں تھے۔ لیکن وہ ایک "مختلف جنگ" سے گزر رہے تھے۔ جب سے ہم افغانستان گئے ہیں۔ ہمارے بچوں نے نیوکلیائی تنازع کے اس دور میں جدید جنگ کی لامحدود مایوس کن اور احمقانہ سفاکی کے متعلق جانا ہے اس لئے وہ ان کے خاندان اور وہ مائیں جن کے بچے اس جنگ میں کام آ گئے زیادہ بہتر طور پر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال سکتے ہیں کہ وہ دوبارہ پھر اس قسم کی جنگ کی کسی کو اجازت نہ دیں اس سے میں ایک حقیقی حکمران ریاست کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔"

ایک انٹرویو لیفٹیننٹ کرنل ایلگزینڈر کوتینوف کا ہے۔ یہ صاحب روسی فوجوں کے اس پہلے قافلے میں تھے جو کہ افغانستان گیا تھا — ایلگزینڈر صاحب لینن ملٹری پولیٹیکل اکیڈمی کے ہسٹری آف ملٹری آرٹ ڈیپارٹمنٹ میں انسٹرکٹر ہیں۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ "آپ کے لئے یہ جنگ کس طرح شروع ہوئی؟" تو اس کا جواب دیتے ہوئے کہا "سنہ ۱۹۸۰ء میں میں سنیئر لیفٹیننٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا تھا۔ ایک دن ہمیں اطلاع دی گئی اور کچھ دن بعد جنوبی ازبکستان کی طرف ہمارا یونٹ افغانستان میں داخل ہو گیا ...... جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ابتدا میں ہمارے فوجیوں کے افغانستان بھیجنے کی وجہ افغانستان کو غیر ملکی مداخلت سے تحفظ دینا تھا۔ لیکن وہاں ہمارا دشمن ہمیں مقامی آبادی سے ذرا بھی مختلف نظر نہیں آیا اور وہ زبان بھی وہی بول رہا تھا وہ جس علاقے میں لڑ رہا تھا اسے بڑی اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کا لڑنے کا طریقہ مقامی حالات سے مطابقت رکھتا تھا اور اس کا مقامی آبادی سے گہرا تعلق یہ ظاہر کر رہا تھا کہ ہم اندرونی مزاحمت سے دوچار ہیں ...... آفیسرز ہمیں بڑی استقامت سے دلائل دیتے تھے کہ ہم انقلاب دشمنوں اور کرائے کے لیٹروں کے خلاف لڑ رہے ہیں لیکن اسٹریوتقا کے پرت کے ڈھیر لگانا اور کسی کے ذہن کو بدظن کرنا بہت مشکل کام ہے۔" "لیکن آپ نے اس کو کس طرح سے سرانجام دیا۔؟" اس سوال کے جواب میں اس نے کہا "افغانستان کی تاریخ اور علم الاقوام کی مدد سے۔ تمام گاؤں اور قبائل کے پاس لڑنے والے رضاکارانہ طور پر ہوتے ہیں جو "لشکارا" کہلاتے ہیں ان میں بین القبائل فوجیں بھی ہوتی ہیں جس میں بہت ہی تجربہ کار طاقتوں اور بہادر لڑنے والے ہوتے ہیں۔ صدیوں پرانے رواج کے مطابق لڑنے والے کی ہلاکت کے بعد اس کی جگہ اس کا بیٹا، بھائی رشتہ دار یا قبیلے کا کوئی فرد لیتا ہے ...... جب اکثر قبائلی سرداروں نے نام نہاد انقلاب اپریل کو قبول کیا تو پاکستان کے پختونوں نے اپنے ساتھی قبائل کی مدد دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ تعداد ۱۲ ملین ڈیورنڈ لائن کے دوسری طرف اور ۳ ملین افغان مہاجرین کی صورت میں تھی۔ اس صورت حال کو مختصراً "غیر ملکی مداخلت کہا گیا تھا۔" جب اس سے انقلاب اپریل کو "نام نہاد" کہنے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا "کوئی انقلاب اپنی ایک متحرک قوت ضرور رکھتا ہے جس کو آبادی کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ ۱۹۸۰ء میں میں افغانستان جا کر بہت حیران ہوا جب تمام افغان بشمول کابل نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی (NDP) کے ماننے والے بھی یہ واضح تصور نہیں رکھتے تھے کہ انقلاب .... جو کہ حقیقت میں بغاوت تھی کس طرح سے آیا اور اس کے کیا اہداف و مقاصد ہیں۔" ایلگزینڈر سے ایک سوال مستقبل کے افغان روس تعلقات سے متعلق تھا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اس نے کہا "روسی اور افغانستان کے تعلقات بھی ایک پرانی قومی روایت ہے، تاجک ازبک ترکمان جو کہ سرحد کی دونوں جانب جس میں دارزیاں ہیں یہ بات وہ بھی جانتے ہیں جنہوں نے ہمارے فوجیوں کو مارنے کے لئے "لشکارا" بھیجا تھا۔ یہاں تک کہ مخالفین کے اتحاد میں سب

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

(قسط ۲)

تحریر:- عبداللہ عزام

جہاد کیوں؟

پانچویں بات: اپنے سلف صالح کی اتباع میں

جہاد ہمارے تمام سلف صالحین کی سنت اور عادت رہی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود مجاہدین کے سب سے بڑے سردار تھے ۔ اور "براول میمنہ" کی قیادت خود کرتے تھے -- چنانچہ جب جنگ کا بازار گرم ہوتا اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کی خاطر ان کے گرد حصار باندھنے کی کوشش کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن سے سب سے زیادہ قریب پاتے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کل غزوات کی تعداد ۲۷ ہے اور وہ جنگیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ خود جنگ میں حصہ لیا ۹ ہیں (یعنی غزوۂ بدر ، غزوۂ احد ، غزوۂ مریسیع ، غزوۂ خندق ، غزوۂ بنی قریظہ ، غزوۂ خیبر ، فتح مکہ ، غزوۂ حنین ، اور غزوۂ طائف) ان ۹ میں ہم نے فتح مکہ کو اس لئے شامل کر دیا ہے کہ بعض علماء کی رائے میں مکہ بزور شمشیر فتح ہوا تھا ۔ اگر صورتحال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سالہ دور نبوت میں بلکہ یوں کہیے کہ ۱۳ سالہ دور مدینہ میں ۲۷ مرتبہ جنگ کے میدان میں نکلتے ہیں اور ۴۷ سرایا بھیجتے ہیں تو اسلام اور جہاد کا آپس میں تعلق اور اس کی ضرورت صاف واضح ہو جاتی ہے ۔ حساب لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو ماہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کوئی نہ کوئی سریہ بھیجتے تھے یا خود جنگ کے لئے نکلتے تھے ۔ اور ان کے اسی طریقے پر ان کے اصحاب کرام چلتے رہے حقیقت میں آسمانوں سے اترتا ہوا قرآن اس نسل کی تربیت کر رہا تھا انہیں جہاد کا حکم دے رہا تھا اور انہیں دنیامیں غرق ہو جانے سے ایسے ہی بچا رہا تھا جیسے ہم میں سے کوئی اپنے "سانپ کے کاٹے دوست" کو پانی سے بچاتا ہے ۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک جلد دوم صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے اور امام ذہبی نے اس کی تصدیق بھی کی ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے "اسلم ابو عمران سے روایت ہے کہ قسطنطنیہ کے محاصرے کے دوران ایک مہاجر نے دشمن کی صفوں پر حملہ کیا اور ان کو چیرتا ہوا دور تک نکل گیا ۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ تھے ان کے سامنے کسی نے اس پر تبصرہ کیا " ألقى بيده إلى التهلكة" اس نے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال لیا ۔

یہ سنکر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس آیت کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں -- یہ اس وقت ہم پر نازل ہوئی تھی جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ بے شمار جنگیں لڑنے کے بعد اور اسلام کے غالب ہونے اور پھیل جانے کے بعد ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ۔ ہم کچھ انصاری آپس میں باتیں کرنے لگے کہ کیا خوب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے ہمیں سرفراز کیا ۔ یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور مسلمان زیادہ ہو گئے ہم نے اس کی خاطر اپنے اہل و عیال کو مشکل میں ڈالا ، اپنے مالوں اور اولادوں کی قربانی دی --- الحمد للہ اب جنگ ختم ہوئی اب ہم اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹیں گے اور بس انہی کے درمیان رہیں گے ۔
اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔

﴿وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾
اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں ہلاکت و مصیبت میں نہ ڈالو --

یعنی ہلاکت اصل میں یہ تھی کہ ہم اپنے اہل و عیال اور اموال کے درمیان رہ جاتے اور جہاد چھوڑ دیتے --- نہ کہ یہ کہ ایک شخص بہادری کامظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے قلب میں جا گھسا --
عکرمہ رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ "ضمرة بن العيص" مریض ہونے کی وجہ سے مکّہ میں مستضعفین کی زندگی گذار رہے تھے انہوں نے جب سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بارے میں کیا فرمایا ہے تو فوراً فرمایا --- مجھے اس آبادی سے نکال لے چلو مجھے اس آبادی سے نکال لے چلو۔

چنانچہ ان کے لئے خصوصی بستر کا انتظام کیا گیا اور انہیں اس پر لٹا دیا گیا پھر وہ جونہی مکّے سے نکلے ، مکّہ سے چھ کلو میٹر کے فاصلے پر "تنعیم" کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا ۔

آپ نے دیکھا صحابہ قرآن کی اس آیت کا کیا مطلب سمجھتے تھے اور اس آیت کے نزول کے بعد "مستضعفين في الأرض" کی زندگی گذارنا کتنا ناپسند کرتے تھے ۔

امام طبری نے ایک صاحب سے روائت کیا جس نے خود مقداد بن الاسود کو حمص میں ایک تابوت کے

شہید عبداللہ عزام اپنے مجاہد بھائی حکمتیار کیساتھ میدان جہاد میں

کنارے کھڑے دیکھا کہ اپنے موٹے اور بھاری جسم کے مطابق تابوت کا آرڈر دے رہے ہیں ، پوچھا گیا خیریت ؟ کہا جہاد کی تیاری ہے ، کہا گیا -- اللہ نے آپ کا عذر (بے حد موٹا ہونا) قبول کر رکھا ہے پھر یہ کیوں ؟ کہا : ہمارے پاس گھروں سے نکالنے والی آئت آچکی ہے یعنی ﴿انفروا خفافاً وثقالاً﴾ -- نکلو -- ہلکے ہو یا بوجھل

امام زہری فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیّب جنگ کے لئے نکلے حالانکہ ان کی ایک آنکھ پہلے ہی جنگوں کی نذر ہو چکی تھی - ان سے کہا گیا -- آپ معذور ہیں -- آپ آرام کیجئے ۔ نکلنے کو اور بہت سے لوگ موجود ہیں ۔

فرمایا -- نہیں اللہ نے خفیف اور ثقیل ہر شخص کو نکلنے کو کہا ہے -- اگر میں جنگ نہیں کر سکتا تو کیا ہوا مسلمانوں کے گروہ میں اضافے کا سبب ہی بنوں گا اور ان کے پیچھے ان کے سامان کی حفاظت کیا کروں گا ۔

ایک روائت میں ہے کہ
شام کی جنگوں میں کچھ لوگوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی پلکیں اسکی آنکھوں پر گر چکی تھیں
اس سے کہا گیا --- چچا میاں ! اللہ نے آپ کا عذر قبول کر رکھا ہے آپ جہاد کی تکلیف اٹھانے کے لئے کیوں نکلے ہوئے ہیں ۔

کیوں نکلے ہوئے ہیں ۔

کہا --- بھتیجے ! اللہ نے ہمیں ہلکے اور بوجھل دونوں صورتوں میں نکلنے کا حکم دی ہے ------ تفسیر قرطبی جلد ۸ ص ۱۵۱

اور قارئین ! یہ دیکھئے یہ حضرت ابراہیم بن أدہم ہیں جب کبر سنی میں انہوں نے محسوس کیا کہ اب موت قریب ہے تو فرمایا کہ

میری کمان میں تیر چڑھا دو !

پھر اس حال میں انتقال فرمایا کہ وہ ان کے ہاتھ میں مضبوطی سے جکڑی ہوئی تھی -- انتقال کے بعد انہیں وہیں -- بلادِ روم کے ایک جزیرے میں دفن کیا گیا --- تاریخ دمشق از علامہ ابن عساکر جلد دوم صفحہ ۱۷۹

اور یہ دیکھئے یہ عبداللہ بن مبارک ہیں ۔ وہ ضعیف العمری کے باوجود اسلام کی جغرافیائی سرحدوں پر جہاد فی سبیل اللہ کرنے کے لئے ۲ ہزار اور ٦ سو کلومیٹر کی مسافت طے کر کے آئے ہیں ۔ جن میں سے کچھ سفر پیدل کیا ہے اور کچھ اپنی سواری کی پشت پر ---- "عبداللہ بن مبارک" از ڈاکٹر المحسب

اور یہ زھیر بن قمیر المروزی ہیں جو کہہ رہے ہیں ۔

مجھے چالیس سال سے گوشت کھانے کی خواہش ہے لیکن میں گوشت نہیں کھاتا --- اور میرا عزم ہے کہ گوشت کھانے کی یہ خواہش اب رومی بھیڑوں کی غنیمت سے ہی پوری کروں گا --- ترتیب المدارک از قاضی عیاض جلد سوم صفحہ ۲۴۹

اور یہ کوفہ کے قاضی عروہ ابن الجر ہیں جن کے گھر میں جہاد کے لئے ہر وقت ، گھوڑے بندھے رہتے ہیں --- تہذیب الأسماء واللغات جلد اول صفحہ ۳۳۱

محمد بن واسع عبادت گذار محدثین اور ہمیشہ سرحدوں پر نگرانی کرنے والے غازیوں میں سے تھے ۔ ان کے بارے میں عظیم سپہ سالار قتیبہ بن مسلم الباہلی فرماتے ہیں کہ "محمد بن واسع کی عین میدان جنگ میں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ایک انگلی مجھے ایک لاکھ قاتل تلواروں اور شاطر جوانوں سے زیادہ عزیز ہے " ۔

احمد بن اسحاق السلمی کہتے ہیں

مجھے یقینی طور پر پتہ ہے کہ میری اس تلوار نے تقریباً ایک ہزار ترکی مارے ہیں --- اگر یہ بدعت نہ ہوتی تو میں وصیت کر جاتا کہ اس (تلوار) کو میرے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے

تہذیب التہذیب از ابن الحجر العسقلانی جلد اول صفحہ ۱۴

اور یہ ابوعبداللہ بن قادوس ہیں جو اندلسی عیسائیوں میں بے تحاشہ قتل کی وجہ سے مشہور ہیں چنانچہ ایکبار جب ایک صلیبی کے گھوڑے نے پانی پینے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا

کیا بات ہے -- پانی کیوں نہیں پی رہے ؟

کیا پانی میں ابن قادوس کی شکل نظر آرہی ہے ؟

المشوق فی الجہاد صفحہ ۷۷

اور یہ بدر بن عمار ہیں جواپنے کوڑے کی مدد سے شیر ببر مار ڈالتے ہیں -- چنانچہ متبنّی نے ان کی مدح کرتے ہوئے لکھا

وہ جس نے یبد سے موذی کو مارا قیامت اس کی تلواروں کا دھارا

اصلی شعر یوں ہے

امعفر اللیث الھزبر بسوطہ لمن إدخرت الصارم المصقولا

جس نے اپنے کوڑے سے چیرنے پھاڑنے والے شیر کو خاک و خون میں تڑپا دیا -- سوچنا چاہئے کہ اس نے اپنی دھار لگی تلوار کس کے لئے بچا کر رکھی ہوئی ہے ۔

اور یہ عمر مختار ہے جن کے بارے میں ایک اطالوی جنرل کہتا ہے ۔
"عمر مختار بیس مہینوں میں ہماری فوج سے ۲۶۳ بار ٹکرایا -- اور اس کے مجموعی معرکوں کی تعداد تو ایک ہزار تک پہنچتی ہے ۔
اور یہ شیخ محمد فرغلی ہیں کہ جونہی انگریزوں کو ان کے شہر میں داخلے کی خبر ملتی ہے وہ اپنی چھاؤنیوں میں ہنگامی حالت کا اعلان کروا دیتے ہیں ---- انگریزوں نے ان کو زندہ یا مردہ گرفتار کروانے کے لئے ۵ ہزار جنیہ (مصری سکّہ) انعام کا اعلان کر رکھا تھا ۔
نہر سویز کے کنارے انگریزوں کے کشتے کے پشتے لگا دینے والے "یوسف طلعت" کو "جزّار الانجلیز" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا -- یعنی "انگریزوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے والا" ---- صدر ناصر نے اپنے امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان کو پھانسی دے دی ۔

یہ احمد شاہ مسعود کی مجلس کے ایک رکن "محمد بانا" ہیں انہوں نے اپنے گروپ کے ساتھ درۂ سالانگ میں سینکڑوں روسی گاڑیاں شکار کیں --- روسی انہیں "جنرل محمد بانا" کہتے ہیں ۔

عبداللہ أنس نے مجھے بتایا کہ ایک روز کچھ روسیوں نے اُسے دیکھ لیا --- اسے دیکھتے ہی خوف سے بعض کے ہاتھوں سے اسلحہ گر پڑا ۔
دوستو یہ ہے ہمارے سلف کی سنت ! کیا ہم اپنے جلیل القدر ، شجاع ، اور دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ بدل کر رکھ دینے والے بزرگوں کے طریقے پر نہیں چلیں گے ۔

(قسط نمبر ۲)

ارکان گزشتہ تاریخ میں

اراکنۃ ارکون کی جمع ہے جس کے معنی رئیس، راجہ کے ہیں اور ارکان رکن کی جمع ہے۔ جس کے معنی شریف اور سردار کے ہیں۔

مورخ خلیل الرحمٰن صاحب نے ارکانی مسلمانوں کی خاندانی روایات کے طور پر ذکر کیا ہے کہ :-

راجہ گومنگی نے مسلمان ہو کر اس ملک کا نام ارکان رکھا تھا جس سے مراد اسلام کا بنیادی مقام ہے[1]۔

دراصل زمانۂ قدیم میں ارکان کے مختلف شہروں کے حاکموں کو رکن (راجہ، سردار) کہا جاتا تھا۔ جس کا اطلاق اس کے ماتحت علاقوں پر بھی ہوتا تھا۔ اس طرح سارے علاقوں کو ملا کر ارکان نام ہوگیا اور راجہ گومنگی کے ارکان میں حکومت کرنے سے قبل بھی اس کا نام ارکان ہی تھا۔ جیسا کہ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ زمانۂ ما قبل اسلام سے راجگانِ ارکان شاہانِ ایران وغیرہ کے پاس خط و کتابت اور تحفے بھیجا کرتے تھے۔

اسی طرح اسلام کے بعد راجہ ارکان نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیہ بھیجا تھا چنانچہ امام ابو عبداللہ حاکم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ :-

اهدى ملك الهند الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم جرة فيها زنجبيل فاطعم اصحابه قطعة قطعة واطعمنى قطعة۔

(بحوالہ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۵ طبع حیدرآباد)

اور اس سے بھی زیادہ واضح راجۂ ارکان کسریٰ شاہ ایران کے نام خط و کتابت کے ذکر سے ہوتا ہے۔

وكتب واليه ملك الهند من ملوك الهند وعظيم اراكنة المشرق وصاحب قصر الذهب وابواب الياقوت والدر الى اخيه ملك فارس صاحب التاج والراية كسرى انوشيروان۔

(بحوالہ مروج الذہب ومعادن الجواہر "ج نمبر ا ص ۱۱۵ طباعت مصر")

اور ۱۷۲ھ بمطابق ۷۸۸ء کو خلیفہ ہارون رشید عباسی کے زمانہ سے ارکان میں اسلام پہنچا۔ عرب مسلمانوں کے کئی تجارتی آبی جہاز ساحل ارکان پر دریائی طوفان کی زد میں آکر ٹوٹ گئے تھے۔ جہازوں کے ملاح کسی طرح کنارے پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور ان کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر انہیں مقامی لوگوں نے بسنے کی اجازت دے دی۔

پھر ان کی تبلیغ سے بہت سے

[1] تفصیلات دیکھئے :- (۱) تاریخ اسلام ارکان برہما ص ۲۴ "تالیف محمد خلیل الرحمٰن" صاحب ارکانی ۱۲ (۲) تاریخ ارکان کا ایک گمشدہ باب ص ۱۹ تا ص ۲۱ "تالیف مولوی محمد امین ندوی صاحب ۱۲ - (۳) "تاریخ اسلام برہما و ارکان" ص ۹ ص ۱۶ ص ۱۷ تالیف مورخ خلیل الرحمٰن صاحب ارکانی ۱۲ - ماہنامہ اسلامک موومنٹ "دہلی ج نمبر ۴ شمارہ نمبر ۸، نمبر ۹،

مقامی باشندے دائرہ اسلام میں شامل ہو گئے۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ اسلام ارکان اور اس کے ہمسایہ علاقوں میں ۶۱۰ء اور ۶۶۰ء کو اور اسی طرح ۶۷۰ء یا ۷۸۰ء کو پہنچا ہے۔

نیز اس میں تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے عرب مسلمان تجارہی ارکان میں آئے پھر اس کے بعد جزیرہ نمائے عرب، خلیج فارس اور کابل وغیرہ سے بھی تجار اور سیاح آتے رہے۔

البتہ آنے کے سبب کے بارے میں مورخین میں اتفاق ہے۔ بعض کے مطابق عرب تجار آمد ورفت کے وقت یہاں کی بندرگاہوں میں ضرور دم لیا کرتے تھے کیوں کہ اس زمانے میں یہ عرب سے چین تک کی ایک اہم آبی شاہراہ "STOP" تھا اس طرح ان کو اس علاقے سے مودّت پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ یہاں کے علاقوں میں بسنے لگے۔ اور ارکان میں اسلام پھیلنے کے بعد "بودھ مت" بودھ مذہب کے پیروکار مگدھ قوم وہاں پہنچنے لگے۔ اسلام کے پھیلنے سے قبل ارکان میں کون سے باشندے تھے اور وہ کس مذہب کے پیروکار تھے اس کے متعلق مورخین ایک ایسی قوم کی نشاندہی کرتے ہیں جو کہ نہ مگدھ تھی نہ ہندو، البتہ برما کی بدھسٹ قوم کے ارکان پر قبضہ کے بعد زیادہ تر دوسرے علاقوں کو چھوڑ کر یہاں آباد ہوتے رہے اور برمی حکومت نے بھی انہیں بسانے کے لیے خصوصی توجہ دی اور بہت سے بڑے بڑے مسلم بستیوں کو مسمار کر کے مگدھ قوم کو بسائے جانے لگے تاکہ مذموم استعماری سازش سے مسلم آبادی کو اقلیت میں تبدیل کر کے سیاسی فوائد حاصل کئے جا سکیں۔

ارکانی مسلمانوں کا عروج وزوال

تاریخ کے اوراق کی تتبع وجستجو سے پتہ چلتا ہے کہ ۸۰۰ء سے ارکان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ چنانچہ شیخ عبداللہ نامی حکمران نے ارکان میں ۸۲۵ء سے ۸۳۴ء تک حکومت کی۔ اسی طرح محمد حنیفہ، عیسیٰ اور امیر حمزہ گومنگی نامی مسلمان سپہ سالاروں کی بھی ارکان میں حکومت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۴۰۸ء میں باقاعدہ مسلمانوں نے حکومت قائم کرلی۔

اس دور میں مختلف ملکوں سے کافی تعداد میں والیانِ اسلام دین کی اشاعت کے لیے ارکان تشریف لائے۔ ان میں شاہ بدرالدین بدرعالم المعروف بدرشاہ کافی مشہور ہیں جن کی بنائی ہوئی مسجدیں بھی ارکان کے ساحلی علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

پھر ۱۲۱۰ھ میں دہلی کے قطب الدین ایبک نے بنگال وارکان کو فتح کرلیا۔ اور قطب الدین ایبک کے بعد متعدد اور حکمران گزرے۔ حتیٰ کہ ۱۴۰۴ء کو برمی راجہ من کھامن نے ارکان پر قبضہ کرلیا۔ اور ارکان کے راجہ سلمان شاہ نے بنگال کے راجہ کے پاس پناہ لی۔ برمی راجہ نے ارکان پر قبضہ جمانے کے بعد بہت سے عربی النسل مسلمانوں کا قتلِ عام کیا اور بہت کو اقید) کرکے برما کے دیگر شہروں میں لے جایا گیا دوسرے بہت سے مسلمانوں نے اپنے دین ودھرم کی حفاظت کے لیے چاٹگام کی طرف ہجرت کی اور یہ ارکانی مسلمانوں کی سب سے پہلی ہجرت تھی۔

پھر ۱۴۳۰ء کو حاکم بنگال نذیر شاہ نے سپہ سالار ولی خان کی قیادت میں ہزار غوری فوج سلمان شاہ کے تخت واپس دلوانے کے لیے بھیجی اس کے ساتھ ہی سپہ سالار سندی خان کی قیادت میں مزید کمک بھیج دیئے جنگ کی نوبت نہیں آئی کیوں کہ ان کے لشکر جرار کے خوف سے برمی راجہ ارکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، چنانچہ سلمان شاہ نے دوبارہ زمام اقتدار سنبھال لیا۔ اور انہوں نے اقتدار سنبھالنے کے بعد تمام غوری سپاہیوں کو ارکان میں بسنے کی اجازت دے دی اور ان کے دور میں ارکانی مسلمان ترقی کی راہ پہ گامزن ہوئے۔ فارسی سرکاری زبان قرار پائی جو صدیوں تک جاری رہی اور انہی کے دورِ حکومت میں کلمہ شریف کندہ سکے رائج

ہوئے۔ اسی طرح علمائے کرام و مشائخ عظام اور مبلغین اسلام نے ارکانی قوم کی تعلیم و تربیت اور اصلاح دینی کے لیے بہت کام کئے چنانچہ عبدالمنان یا عبدالمعین نامی ارکانی شاعر نے "ارکانی شہزادی کی مدح" نامی تاریخی نظمیں لکھیں اور سید سلمان نے "شب معراج"، مولوی عبدالکریم نے "راحت القلوب" مولوی یونس نے "سراج شرعی" مولانا عابد حسین شاہ حسینی نے "کنز المؤمنین" اور دیگر کتابیں تصنیف کی تھیں اور مولوی اسماعیل نے "سراجیہ شریفیہ" قاضی محمد حسن نے "داستان امیر حمزہ" لکھیں۔ اسی طرح اور دیگر مصنفین نے بہت سے تصنیفات و تالیفات کی تھیں۔

سلمان شاہ چار سال حکومت کرکے وفات پاگئی اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی علی خان ۱۴۳۴ء کو تخت نشین ہوا اس کی بھی وفات کے بعد اس کا بیٹا کلمہ شاہ ۱۴۵۹ء کو تخت نشین ہوا۔ پھر اس کے بیٹے محمد شاہ اول نے اس کو قتل کرکے اقتدار پر قابض ہوا پھر اس کی وفات کے بعد محمد شاہ دوم ۱۴۹۲ء کو تخت نشین ہوا پھر ۱۴۹۴ء کو نوری شاہ اور عبداللہ شاہ اور ۱۵۰۱ء کو الیاس شاہ ۱۵۱۵ء کو عادل شاہ ۱۵۲۳ء کو ملز شاہ ۱۵۲۵ء کو جلال شاہ اور علی شاہ اور ۱۵۳۱ء کو زنکب شاہ وغیرہ نے یکے بعد دیگرے حکومت کی پھر زنکب شاہ کے عہد میں ۱۵۴۴ء کو برمی راجہ بتین شوتھی نے ارکان پر حملہ کردیا۔ گھمسان کی لڑائی کے بعد دونوں میں صلح ہوگئی۔ اس کے انتقال کے بعد ۱۵۵۳ء کو داؤد خان نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کے بعد ۱۵۵۵ء کو صالح شاہ اور ۱۵۶۴ء کو شکور شاہ ارکان کے حکمران ہوئے۔

پھر ۱۵۷۱ء کو سکندر شاہ اول اور ۱۵۹۳ء کو اس کا بیٹا سلیم شاہ اور پھر ۱۶۱۲ء کو اس کا بیٹا حسین شاہ تخت نشین ہوئے اور حسین شاہ کے عہدِ حکومت میں ۱۶۱۵ء کو پرتگیزوں نے ارکان پر اچانک حملہ کردیا، دریائے کلاڈین میں لڑائی کے بعد پرتگیزی بحری بیڑے کو سخت ہزیمت ہوئی اور ان سے جزیرہ سندیپ واپس لے لیا گیا۔ اس وقت سیام سے بنگال تک ارکان حکومت کی عملداری تھی۔ دریائے برہمپتر اور میگھنا ارکان و بنگال کی سرحد تھی۔ اور خلیج بنگال کو بھی بحیرۂ ارکان کہا جاتا تھا اور حسین شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سلیم شاہ دوم ۱۶۲۲ء کو پھر اس کے انتقال کے بعد ثانی شاہ اور نعرہ تپی شاہ ۱۶۳۸ء کو پھر ہادی شاہ ۱۶۴۵ء کو اور اس کے بعد سکندر شاہ دوم نے ارکان پر حکومت کی اور سکندر شاہ دوم کے عہد حکومت میں شہزادہ شجاع حاکم بنگال پسرِ شاہجہان شہنشاہِ دہلی نے اپنے بڑے بھائی اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ تختِ دہلی کی وراثت کے لیے لڑتے ہوئے شکست کھائی تو عالمگیر نے اس کے تعاقب کے لیے سپہ سالار میر جملہ کو بھیجا اور شاہ شجاع گرفتار ہونے کے خوف سے ۱۶۶۰ء کو اپنے اہل و عیال کے ہمراہ تین ہزار مغلیہ فوج کے ساتھ فرار ہوکر بذریعۂ خشکی درۂ انگ سے ہوتے ہوئے ارکان کے شہر منگڈو پہنچا۔ بعدازیں ارکان کے قدیم شہر روہانگ چلے گئے۔ نیز شاہ شجاع کو پکڑنے کے لیے سپہ سالار میر جملہ کا جانشین شائستہ خان صوبے دار بنگال نے ارکان پر چڑھائی کردی اور چاٹگام پر قبضہ کرلیا۔ اور سکندر شاہ دوم تیس سال حکومت کرکے وفات پاگئے اس کے بعد ارکان میں اور ۲۴ حکمران یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ پھر ۱۷۸۴ء کو برمی راجہ بودھپیہ نے بیس ہزار لشکر ڈھائی ہزار گھوڑے اور دو سو ہاتھی لیکر ارکان پر حملہ کردیا بمقام لنگر بیٹے ارکانی راجہ کے ساتھ سخت مقابلہ ہوا لیکن راجۂ ارکان شکست کھاکر بھاگ گیا بعدازیں گرفتار ہوکر مقتول ہوا۔ برمی راجہ نے ارکان پر قبضہ کرلینے کے بعد ارکانیوں پر سخت مظالم ڈھائے سرکاری کتب خانہ نذرِ آتش کردیا جس میں ارکانی دورِ حکومت میں لکھی گئی ہزاروں بیش قیمت کتابیں اور دین و ادب اور تاریخ کی بے شمار کتابیں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ یوں ارکانی مسلمان ہزاروں تاریخ و ادب کی کتابوں سے محروم ہوگئے اور ارکان کے طویل اسلامی حکومت کا دور بھی ختم ہوگیا۔

پھر برمی راجہ نے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے ازسرنو مظالم ڈھانا شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں کو زبردستی پکڑ کر برما کے جھیل اور تعمیرات کے لیے لے جاتے رہے۔

علاوہ ازیں برمی افسران نہایت سختی کے ساتھ ارکانی مسلمانوں سے خراج وصول کرتے رہے۔ دینی مدارس اور شعائر اسلام کی بے حرمتی کرنے لگے۔ اور طرح طرح کے ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا گیا۔ چنانچہ ۱۷۹۷ء کو اس ظلم و بربریت کے خلاف اور اپنے وطن مالوف کی بازیابی کے لیے ارکانی مسلمانوں نے گوریلا کارروائی شروع کر دی۔ برمی حکومت نے انہیں باغی قرار دے دیا۔ پھر تمام گوریلے چاٹگام کے پہاڑوں (جو اس وقت انگریزوں کی عملداری میں تھی) میں مورچہ زن ہو کر برما کے خلاف عرصہ دراز تک چھاپہ مار کارروائیوں میں مصروف کار رہے۔ اس دوران برمی حکومت نے مسلمانوں پر زیادتی کی انتہا کر دی جس کی وجہ سے پچاس ہزار سے زائد مسلمان چاٹگام کی طرف ہجرت کر گئے جس کو ارکانی مسلمانوں کی دوسری ہجرت کہا جاتا ہے۔

اور چونکہ ارکانی گوریلے مجاہدین انگریز کے زیر اثر علاقوں سے برما کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں کر رہے تھے۔ اس لیے اس کے سدباب کے لیے برمی افواج نے چاٹگام پر حملہ کر دیا۔ انگریزی فوج اس کے بالمقابل آگئی۔ آخر کار دونوں کے درمیان ارکانی تحریک آزادی کے گوریلے کمانڈروں کو حوالہ کر دینے کی شرط پر صلح ہو گئی۔ چنانچہ کئی گوریلے کمانڈروں کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔ جن کو موقع پر ہی شہید کر دیا گیا۔ دیگر چند گوریلے کمانڈر چاٹگام کے خفیہ ترین پہاڑی علاقوں میں مورچہ زن ہو کر برمی افواج کے مختلف کانوائے اور گشتی دستوں پر منظم ہو کر عرصہ تک شب خون مارتے رہے پھر ۱۸۲۵ء کو انگریزوں نے ارکان پر قبضہ جما لیا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ پورا برما بھی ان کے قبضے میں آ گیا۔ اور تقریباً سوا سو سال تک ارکان اور اس کے قریبی علاقے انگریزوں کے زیر تسلط رہے۔ پھر ۱۹۴۲ء کو جنگ عظیم دوم کی مشہور عالمی جنگ ہوئی جاپانیوں نے جنگلوں اور دریاؤں اور ہر محاذ پر انگریزوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے کہتے ہیں کہ دو چار جاپانی انگریز کے سینکڑوں افراد کو پریشان کر دیتے تھے وہ پہاڑ کے کسی غار میں چھپ کر مورچہ زن ہوتے اور اچانک انگریزوں پر فائر کر کے غار کی دوسری طرف سے نکل کر عقب سے حملہ کر دیتے۔ انگریزی فوج پورے زور سے غار کے چاروں طرف اندھا دھند فائر کھول دیتے۔ جب وہاں سے فائر کا جواب بند ہو جاتا تو جا کر دیکھتے اور انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتے کہ یہاں تو کوئی موجود نہیں۔ اتنے میں جاپانیوں کی دوسری طرف سے فائرنگ شروع ہو جاتی اور بہت وہیں ڈھیر ہو جاتے، چونکہ مسلمان انگریز کے تسلط سے آزادی کے لیے جاپانیوں کا ساتھ دیا تھا اس لیے انگریزوں نے برمیوں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا اور اپنا پرانا اصول، "لڑاؤ اور حکومت کرو" کو یہاں بھی اپنایا۔ چنانچہ ان کی پشت پناہی میں ۱۹۴۲ء کو مسلمانوں اور بدھسٹوں کے درمیان خونریز فسادات ہوئے اور نہتے مسلمانوں کو بے دریغ قتل عام کیا گیا خاص کر ارکان کے قدیم شہر روہانگ وغیرہ میں ہزاروں عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو شہید کر دیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق اسی ہزار سے زائد مسلمان ان فسادات میں شہید ہوئے اور بہت سے مسلمان نقل مکانی کر کے ارکان کے شمالی علاقوں اور دوسری طرف ہجرت کر گئے جس کو ارکانی مسلمانوں کی تیسری ہجرت کہا جاتا ہے۔

بہرحال مسلمانوں اور برمیوں کے مشترکہ جدوجہد کی وجہ سے انگریز کو ارکان و برما کو آزادی ملی اور مسلمانوں کی کوتاہی کی وجہ سے برما نے ارکان پر سازش کے تحت پھر قبضہ جمایا اور ایک اندرونی خفیہ فوجی سازش کے تحت برما کی جنگ آزادی کے سرکردہ لیڈروں کو ایک ہی ساتھ قتل کر دیا گیا جس میں مسلمانوں کی مشہور تحریک آزادی کے لیڈر عبدالرزاق اور برمیوں کا بوجی اونگ سینگ سمیت ایک درجن سے زائد افراد ہلاک ہو گئے۔ اس سانحہ کے متعلق بعد میں یہ راز فاش ہوا کہ تحریک آزادی برما کے جمہوریت پسند لیڈر بوجی اونگ نے ارکان کی آزادی سمیت ساری قوموں کو خودمختاری دینے

کا فیصلہ کر چکا تھا اور یوں پندرہ سال کے بعد باقاعدہ آزادی و خود مختاری دینے پر سب کا اتفاق رائے بھی ہو گیا تھا کہ خفیہ فوجی سازش کے تحت (جس کا مرکزی کردار میجر اونو نے ادا کیا) ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اور میجر اونو نے سب سے پہلے وزارتِ عظمیٰ کا حلف اٹھانے کے بعد اس کی تجدید کا باقاعدہ اعلان کر دیا پھر انہی کی سازش کے تحت اس معاہدہ اور سرکاری اعلان سے انحراف ہونے کے لیے فوجی بغاوت کرا کر جنرل نے ونگ کو ۱۹۶۲ء میں زمامِ اقتدار سونپ کر حفاظت سے میجر اونو بنکاک کی طرف فرار ہو گیا۔ جنرل نے ونگ نے مارشل لاء لگا کر ارکانی مسلمانوں کو آپریشن کر کے تمام چھوٹے بڑے اسلحوں کو اپنے قبضہ میں لے کر نہتے کر دیا۔ جس کے ردِ عمل میں مسلمانوں نے ازسرِ نو ارکان کے پہاڑوں اور جنگلوں میں اپنا مورچہ بنا کر حکومتِ برما کے خلاف گوریلے کارروائیاں شروع کر دیں اور بہت سے مجاہدین ان گوریلے کارروائیوں میں شہید ہو گئے لیکن ایک طرف ارکانی مسلمانوں کی بے حسی اور دوسری طرف غلط قیادت کی وجہ سے ان کارروائیوں کے نتیجے میں اپنے منطقی انجام تک نہ پہنچ سکے مسلم گوریلے جوں جوں کمزور ہوتے چلے گئے اسی انداز میں برمی فوجیوں کی طرف سے ظلم و ستم میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور ہر بے گناہ نوجوان کو گوریلے یا گوریلوں سے کسی قسم کے تعلق رکھنے کا ناقابلِ فہم الزام لگا کر شہید یا قید کر دیئے گئے اور سال میں کئی دفعہ گوریلوں کے خلاف آپریشن کے نام سے ظلم و ستم کا بازار گرم کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ماضی قریب میں ۱۹۷۹ء کو مسلمانانِ ارکان کے پانچ لاکھ سے زائد افراد اپنے دین و دھرم کی حفاظت کے لیے اپنے پڑوسی ملک بنگلہ دیش کی طرف ہجرت کر گئے۔ جس کو ارکانی مسلمانوں کی چوتھی ہجرت کہا جاتا ہے۔ اگر گزشتہ کئی عشروں سے ارکانی مسلمان آزادیِ ارکان کے لیے مختلف تنظیمیں بناتے آرہے ہیں اور یہ نہتے مگر جذبۂ جہاد سے سرشار مسلمان ارکان کی آزادی کے لیے اپنی سی کوشش کرتے آرہے ہیں نصف صدی کے قریب مسلم ممالک اگر ان مسلمانوں کی خبر گیری نہیں کی تو تاریخ ان کی اس بے حسی پر ماتم کرے گی

بقیہ:۔ سوویت یونین

سے زیادہ ناقابلِ مصالحت شخص گلبدین حکمت یار نے بھی یہ واضح کیا ہے کہ جب ہم اقتدار میں آئیں گے تو روس سے اچھے پڑوسیوں جیسے تعلقات برقرار رکھیں گے۔"

یہ چند انٹرویوں جنگِ افغان کے متعلق روسی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہیں۔ اور اس بات کو بھی واضح کرتے ہیں کہ ظلم اور ناجائز طریقہ کار کے لئے کسی کی بھی حمایت حاصل کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے جھوٹے پروپیگنڈے سے کچھ عرصے کے لئے مغالطے میں مبتلا کیا جا سکتا ہے لیکن جلد ہی حقیقتِ حال واضح ہو جاتی ہے جیسا کہ افغانستان کے معاملات میں روسی پروپیگنڈے کا حشر ہوا کہ وہاں کے دانشور اور لڑنے والے بھی اس جنگ کو صریحاً ناجائز سمجھتے رہے۔ افغان جنگ نے ایک اور بات بھی واضح کر دی کہ اگر کوئی قوم مجموعی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے خلاف بھی مزاحمت پر آمادہ ہو جائے تو اس کو شکست دینا ناممکن ہے۔ اس لئے روس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ موجودہ نجیب حکومت کی حمایت ترک کر دے تاکہ وہاں افغان عوام کی نمائندہ حکومت خود ان کی مرضی کے مطابق قائم ہو سکے. جس کا ذکر ایلپس نے اپنے انٹرویو میں کیا ہے اور آئندہ آنے والی حکومت روس سے بہتر پڑوسیوں جیسے تعلقات قائم کر سکے ورنہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس خواہش کا پورا ہونا مشکل ہو سکتا ہے اور پھر روس کو اپنی تاریخ میں افغانستان پر فوج کشی کی غلطی تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ نجیب حکومت کی حمایت کی غلطی کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

اسلام سے روسیوں کی دُشمنی

تحریر:- ظفر بنگش

مارکسٹ نظریہ کے حامیوں نے وسط ایشیا کے لوگوں کو زیر کرنے کے لئے ہر وہ طریقہ اختیار کیا جو ان کے دائرہ اختیار میں تھا۔ بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں اس علاقے میں اسلامی تہذیب و تمدن کا دور دورہ تھا جسے ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی مگر وہ اب تک اس میں کامیاب نہیں ہوئے اسلامی تہذیب کی بقاء بڑی امید افزا ہے۔ جبکہ مارکسٹوں نے نہ صرف یہ کوشش کی مذہب کو سوویت یونین میں باقی نہ رہنے دیا جائے خصوصاً اسلام کو ختم کر دیا جائے امت اسلامیہ نے روسیوں کی ان کارروائیوں کا بہت کم نوٹس لیا اور لاکھوں مسلمانوں کی مصیبتوں پر بہت کم توجہ دی آہنی پردہ اگر کہیں استعمال ہوا تو وہ روسی مقبوضات تھے جہاں روسیوں نے وسط ایشیا کے لوگوں کے حالات سے دنیا کو بے خبر رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی آذربائیجان۔ ترکمنیہ اور وسط ایشیا کے تمام دوسرے مسلمانوں کے حالات سے باقی دنیا کے مسلمانوں کو بے خبر رکھنے کی حکمت عملی اپنائی۔ اب جبکہ آذربائیجان اور دوسرے وسط ایشیا کے علاقوں میں انقلاب کا آغاز ہو گیا ہے اور لوگ روس کی غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لئے اُٹھ رہے ہیں یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ روسی شکنجے سے ان علاقوں کی آزادی نصیب ہو جائے گی گزشتہ سال ناگورنو کارا باخ کے علاقے میں جو جھڑپیں ہوئیں ان میں سو سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس علاقے کے مسلمان اور عیسائی باہم دست و گریبان ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ علاقہ آذربائیجان کا حصہ ہے روسیوں نے عیسائیوں کی طرف داری کرتے ہوئے اس علاقے کو گزشتہ جنوری میں آذربائیجان کے حوالے کر دیا اس کارروائی سے کشیدگی میں مزید اضافہ ہوا۔ اپریل میں تدجیا کے دارالحکومت تبلیجہ میں فسادات پھوٹ پڑے جس میں بہت سے لوگ ہلاک ہوئے جبکہ جولائی میں ازبکستان کے دارالحکومت میں فسادات ہوئے اور بہت سے ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ستمبر کے مہینے میں آذربائیجان کے دارالحکومت میں ایک زبردست مظاہرہ ہوا جس میں دو لاکھ افراد شریک ہوئے جس میں مطالبہ کیا گیا کہ کارا باغ پہلی شرط بحال کی جائے۔

بحیرہ کیسپئن کے مشرقی کنارے اور وسط ایشیا کے ازبکوں نے اپنی سیاسی اور مذہبی آزادی کے لئے نیز اپنی اقتصادی بدحالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ وادی فرغانہ جو کبھی تحریک مزاحمت کا مرکز تھی اور جہاں بیسویں صدی کی ابتدا میں کمیونسٹوں کے خلاف سخت جدوجہد کی گئی تھی وہاں پھر سے بغاوت کا آغاز ہو گیا ہے اس بغاوت میں مصدقہ اطلاعات کے مطابق بہت سے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اس کے ساتھ ازبکستان میں قازقوں نے بیرونی افراد کے خلاف تحریک مزاحمت کا آغاز کر دیا ہے اور تیل کی پیداوار کے مرکز قازقستان میں کام کرنے والے روسیوں کے خلاف جدوجہد تیز کر دی ہے جب سے روسی صدر گورباچوف نے اپنی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے بہت سی روسی جمہوریتوں نے اپنی آزادی کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا ہے اس سلسلے میں ۱۷ اگست کو کریملن نے ایک اسپیشل کمیٹی مقرر کی جس نے سفارش کی ہے کہ روس میں قائم ۱۵ نام نہاد جمہوریتوں کو اقتصادی آزادی دے دی جائے اس رپورٹ کے منظر عام پر آنے سے بہت دوسری روسی جمہوریتوں کو جو بحیرہ بالٹک اور جنوب میں واقع ہیں مثلاً جارجیا۔ آرمینیا وغیرہ کو سیاسی اور مذہبی آزادی دی جا چکی ہے۔ کیونکہ ان علاقوں میں عیسائیوں کی اکثریت ہے مگر یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ان علاقوں کو ان آزادیوں سے محروم رکھا گیا ہے اور مسلمانوں کو ان کے مطالبات کے جواب میں گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

سوویت یونین میں مسلمانوں کی تاریخ کیا ہے اور کریملن مسلمانوں کے اس قدر خلاف کیوں ہے خواہ وہ وا لگا کے رہنے والے ہوں۔ قازق ہوں یا وسط ایشیا کے رہنے والے ہوں اسلام ان علاقوں میں ابتدا ہی سے پھیل گیا تھا اور جزیرہ نمائے عرب کے مسلمان آذربائیجان تک پہنچ گئے تھے۔ ۶۳۹ء میں مسلمانوں نے آذربائیجان ۶۴۲ء میں زاغستان ۶۴۳ء تک وہ بحیرہ خضر کو پار کرکے آمودریا تک پہنچ گئے تھے اور بخارا پر قبضہ کر لیا تھا جو مستقبل میں اسلامی تہذیب و تمدن کا بہت بڑا مرکز بنا آٹھ صدی کے ابتداء سے اسلام بڑی تیزی سے دور دراز وسط ایشیا کے علاقوں میں پھیلتا چلا گیا اور پورا وسط ایشیا اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا۔ اسلام ان علاقوں میں آسانی سے نہیں پھیلا اسلام کو نشیب و فراز سے دوچار ہونا پڑا۔ وقتی طور پر اسے مغلوں کے ہاتھوں پسپائی بھی اختیار کرنی پڑی۔ مگر اس کے باوجود اسلام کا اثر عوام میں باقی رہا اور وقت گزرنے کے ساتھ خود مغل حکمراں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور جب مغل حکمرانوں نے اسلام قبول کر لیا تو کریمیا، جنوبی روس بحیرہ خضر کا شمالی علاقہ بحیرہ اور قازقستان اور مغربی سائبیریا وغیرہ تمام علاقے اسلامی حکومت کے زیر نگیں آ گئے۔ کریمیا کے خانوں نے اسلام کو دور دراز علاقوں تک پہنچادیا اس دوران عثمانی ترکوں کے عروج کا زمانہ آ گیا انہوں نے آذربائیجان جارجیا پر بھی قبضہ کر لیا۔

مگر اسی زمانے میں عیسائیوں نے بھی اپنی حکومت کو وسعت دینا شروع کر دی اور بہت سے مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں سے سے ساری مراعات چھین لیں اور عیسائیوں کو نوازا جانے لگا اسی عیسائی سلطنت کے حکمران زاروں نے اٹھارویں صدی میں مشرق کی جانب اپنی پیش قدمی جاری رکھی صوفی تحریک نے زاروں کی پیش قدمی کی شدید مزاحمت کی مگر وہ اپنی جدوجہد میں کامیاب نہ ہو سکی اس کے بعد ازاں روس نے اپنی توجہ وسط ایشیاء کی طرف مبذول کی اور مسلمان آہستہ آہستہ مفتوح ہوتے گئے۔ بخارا۔ خیوا قوقند، ترکمانیہ وغیرہ پہ قبضہ کر لیا اور ان تمام علاقوں کو فوج کے کنٹرول میں دے کر ایک گورنر جنرل مقرر کر دیا۔

اگر زاران روس کے تحت زندہ رہنا مشکل تھا تو بالشویک انقلاب کے بعد مسلمانوں کی زندگی مزید دشوار ہو گئی بالشویکوں نے سب سے پہلے مساجد اور مدرسے بند کئے اور جب ان کا قبضہ مستحکم ہو ہو گیا تو انہوں نے اوقاف پر قبضہ کرنا شروع کر دیا اور یہ وہ وقت تھا جب قسمت آزما مسلمان کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہونے لگے تھے کمیونسٹوں نے ۱۹۲۸ء میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سٹالن کے زمانے میں زبردست یلغار کا آغاز کیا اور یہ دور ظلم و ستم ۱۹۴۱ء تک جاری رہا۔ ہزاروں مساجد شہید کردی گئیں اور ان کے امام و خطیب جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران اسٹالن نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کی یہ تبدیلی دل کی نہیں بلکہ مجبوری کے باعث تھی۔ کیونکہ ہٹلر کے ہاتھوں روسی امپائر خطرہ میں پڑ گیا تھا۔ اور اسٹالن کو مسلمان کی مدد کی سخت ضرورت تھی اس نے مسلمانوں کو ڈھیل دی اور وسط ایشیا کے مسلمانوں کو اپنی کانگریس منعقد کرنے کی اجازت دی۔ اس کانگریس کے نتیجے میں جو ۱۹۴۳ء میں منعقد ہوئی "سوویت اسلام" منظر عام پر آیا ملک میں مسلمانوں کے لئے ڈائرکٹریٹ بنائی گیئی اور دنیا کو یہ یقین دلایا جانے لگا کہ روس میں مسلمانوں کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ سٹالن کے بعد نکیتا خروشچیف برسراقتدار آیا تو اس نے پھر سے مسلمانوں کے ساتھ پہلی جیسی سختی شروع کردی۔ کریملن کی اسلام دشمنی کی بہت سی وجوہات ہیں مارکسٹ مذہب کے بدترین دشمن ہیں اور ایک سامراجی طاقت کی حیثیت سے روسی اپنی سرحدوں کی طرف سے کبھی مطمئن نہیں رہتے خصوصاً غیر یورپی علاقوں کے مسلمان ہمسایوں سے تقریباً تین صدیوں تک روسی مسلمانوں کے زیر حکومت رہے تھے یہی تجربہ اسپین اور بلقان کے عیسائیوں کو بھی ہوا تھا۔ اسپین میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور انہیں ملک بدر کر دیا گیا۔ اسی طرح بلقان میں یوگوسلاویہ بلغاریہ میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا اور ان پر مظالم کی انتہا کردی گئی اسی طرح روسیوں کا رویہ بھی مختلف نہیں ہے۔

وسط ایشیا میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور روسی سرحدوں کے ساتھ ایران اور افغانستان میں جو حالات درپیش ہیں ان سے کریملن کے حکمران تشویش میں مبتلا ہیں باوجود ستر سالہ اسلام کے خلاف جدوجہد کے مسلمان اب بھی اسلام کے وفادار ہیں۔ روسی اسلام یا امریکن اسلام مسلمانوں کو قطعی منظور نہیں ہے۔ روسی مسلمانوں نے کمیونسٹوں کی سخت گیری کے باعث اپنا طریقہ کار بدل لیا ہے۔ اور صوفی ازم اختیار کرکے اسلامی تعلیمات کو باقی رکھا ہے اور تاریک ترین دور میں اسلامی تعلیمات پر عمل جاری رکھا ہے۔ کریملن نے برسوں یہ کوشش کی کہ اسلام کو ان علاقوں سے اکھاڑ پھینکے مسلمانوں پر حج نہ کرنے کی پابندی لگادی ان کی مساجد اور

(باقی صفحہ پر)

جہادِ افغانستان نے کمیونزم کی کمر توڑ دی ہے

رپورٹ :۔ شاہ ولی فرقان یار ناظم نشر و اشاعت،

۲۷ دسمبر ۱۹۸۹ء افغانستان پر روسی جارحیت کے دس سال مکمل ہونے کے موقع پر حزب اسلامی افغانستان کے نمائندہ انجنیئر عابد نے ایک اجتماع سے جو نمائندگی حزب اسلامی مقیم لاہور میں منعقد ہوا، حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۲۷ دسمبر دنیا کی تاریخ میں عموماً اور تاریخ امت مسلمہ میں خصوصاً ایک خونی دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا کیونکہ اس دن میں قطبی سرخ ریچھ نے تمام انسانی اور بین الاقوامی اور اخلاقیات کے تمام ضابطے پامال کرتے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے افغانستان پر چڑھائی کی اور ابابیل صفت مسلم افغان کی دلیری دیکھتے ہوئے اس نے فوج کی تعداد بتدریج ڈھائی لاکھ تک اضافہ کیا۔ بے ضمیر روسیوں نے نشہ باز ببرک کارمل کو بصورتِ ہاتھیوں والے ابرہہ کے مانند روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ دے کر افغانستان بھیجا۔ جس نے اپنے عوام کو کپڑے کی بجائے کفن، گھر کی بجائے قبر اور روٹی کے بجائے بارود اور دیگر اسلحہ جات دے کر اپنا وعدہ پورا کیا۔

انھوں نے کہا کہ جب روس ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو سرزمین افغانستان میں داخل ہوا تو وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ افغانستان کا مسئلہ بھی بخارا، سمرقند، تاشقند وغیرہ ہی کی طرح ہے۔ چنانچہ اس نے دندناتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ وہ چند گھنٹوں میں افغانستان پر کنٹرول حاصل کر لے گا اور جب چند گھنٹوں میں یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو ستره دن کا اور پھر تین ماہ کا اعلان کیا۔ روس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ نہتے افغان عوام یوں اٹھ کھڑے ہوں گے اور اسے ناکوں چنے چبوائیں گے۔

انجنیئر عابد نے کہا کہ جب ہمارے مسلمان عوام نے دیکھا کہ سرخ ریچھ ان کے دین کا دشمن اس پاک سرزمین پہ اپنے ناپاک قدم جمانے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ نہتے بے سر و سامان کی حالت میں میدان کارزار میں کود پڑے اور انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ روس کی غلامی سے موت ہزار ہا بہتر ہے۔ چنانچہ جہاد افغانستان کے ابتدائی واقعات ایسے تھے کہ ان کی صداقت پر شک ہوتا تھا اس جہاد میں ہمارے مسلمان عورتیں، مردوں اور بچوں نے ایسے کارنامے سر انجام دئے کہ تاریخ کے اوراق اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

انجنیئر عابد نے کہا کہ ان چند برسوں کے دوران اشتراکی درندوں نے جس سفاکی، ظلم اور درندگی کا مظاہرہ کیا۔ اس سے لاکھوں افغان مسلمان شہید، معذور، زخمی، بے گھر و سامان اور تباہ و برباد ہوئے ان کو شدید مصائب اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن الحمد اللہ ان کا جذبہ حریت اور سرفروشی آج بھی پہلے کی طرح زندہ و تاباں ہے۔ اور وہ ہر قسم کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر افغانستان کو ایک ایسا مثالی خطہ بنانے کا عزم کئے ہوئے ہیں کہ جب تک افغانستان میں بیرونی مداخلت کے بغیر اسلامی اصولوں کے تحت اسلامی نظام قائم اور رائج نہیں ہوگا اس وقت تک ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

انجنیئر عابد نے کہا کہ روسی مداخلت سے لے کر ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء تک روسی افواج کے افغانستان سے انخلاء تک کوئی تصور کرنے کے لئے بھی تیار نہ تھا کہ روس واپس جائے گا لیکن دنیا نے دیکھا کہ ۱۵ فروری کے بعد روسی فوجیں بڑی تیزی کے ساتھ افغانستان سے واپس گئیں۔ روس نے افغانستان میں ہمارے ہاتھوں شکست کھائی اور ذلیل ہوا۔

یہ افغان عوام کا جذبہ جہاد اور ان کی سرفروشانہ جدوجہد

ہی ہے جس نے سرخ جنت کے دجال کا طلسم توڑا اور روسی جبر و استبداد کا پردہ چاک کیا۔ اب افغان مجاہدین کی کامیاب جدوجہد کے نتیجے میں دنیا بھر کی مجبور اقوام کو نیا حوصلہ جذبۂ آزادی اور نئی امنگ ملی ہے۔ یہاں تک کہ روس کے اندر بھی محکوم قومیں اپنے حقوق کے حصول کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔

دنیا میں افغان جہاد کے جو اثرات ظاہر ہو رہے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ روسی حکمرانوں نے اپنے عوام کو اظہار رائے کی اور اقتصادی آزادی دی ہے پارلیمنٹ میں کمیونسٹ پارٹی کی اجارہ داری ختم کر دی ہے اپوزیشن کا حق تسلیم کیا۔ ہٹلر اور سٹالن نے ایک معاہدہ کے تحت بالٹک کی ریاستیں ‌لیتھوینیا، لیتھونیا اور ستونیا روس کے حوالے کی ہیں اب یہ ریاستیں اپنی آزادی کے حصول کے لئے ڈٹ گئی ہیں آذربیجان اور آرمنستان میں کمیونسٹوں اور غیر کمیونسٹوں کے درمیان سخت محاذ آرائی شروع ہے۔ جارجیا میں بھی آزادی کی لہر آئی ہوئی ہے۔ وسط ایشیا کے مسلمان ممالک میں آزادی کے حصول اور اسلامی انقلاب کی تڑپ پیدا ہوئی ہے۔ خود روسی قیادت یہ تسلیم کرتی ہے کہ تاجکستان میں افغان مجاہدین کی وجہ سے اسلامی تحریک نے زور پکڑا ہے اور وہ آزادی کے حصول کے لئے بے تاب ہیں۔ آہنی دیوار برلن کا گرنا، ورسا کے انتخابات کے نتیجہ میں غیر کمیونسٹ حکومت کا بننا، ہنگری میں تنیس سالہ کمیونسٹ حکومت کا خاتمہ۔ چیکوسلاوکیہ میں غیر کمیونسٹ حکومت کے قیام پر عوام کا جشن منانا۔ افغان جہاد کا ہی تو نتیجہ ہے اب بلغاریہ بھی انقلاب کے دروازے پر کھڑا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغانستان کے کامیاب جہاد سے پہلے کوئی سوچ سکتا تھا کہ اتنے مختصر وقت میں اتنا کچھ ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب افغان جہاد کا ہی نتیجہ ہے۔ مزید براں جہاد افغانستان کے اثرات، فلسطین، کشمیر، برما، فلپائن اور دیگر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں مظلوم اور محکوم اقوام کی بیداری کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ سری لنکا سے بھارتی فوجیوں کی واپسی کا اعلان اور بھارت کے مسلمانوں کی بیداری بھی جہاد افغانستان کا ہی ثمر ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ جس طرح مجاہدین نے سُرخ جنت کے طلسم کا پردہ چاک کیا۔ اسی طرح انشاء اللہ بہت

جلد مغربی جمہوریت کی جادوگری کا فرعونی طلسم بھی جلد توڑیں گے

بقیہ: اسلام سے روسیوں کی دشمنی

مدارس تباہ کر دیئے اسلامی تعلیمات کو ممنوع قرار دے دیا عربی تعلیمات کی اجازت نہ دی مگر ان تمام پابندیوں کے باوجود اسلام پھلتا پھولتا رہا نہ صرف یہ کہ لوگوں نے خفیہ طور پر مساجد قائم کرلیں بلکہ وہ بزرگان دین کے مزارات پر بھی جاتے رہے اور اسلامی تعلیمات کو ہر صورت جاری رکھا وسط ایشیا میں اس وقت سب سے مشہور زیارت گاہ تخت سلیمان ہے وہاں چونکہ مسلمان بڑی تعداد میں جاتے اس لئے اسے بھی بند کر دیا گیا اور نام نہاد مسلمان مفتیوں سے یہ فتویٰ دلوایا گیا کہ زیارت گاہوں پر جانا ناجائز ہے۔ مگر مسلمان چھپ چھپ کر اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔

دنیا میں اس وقت جو نئی لہر آئی ہے اور مسلمانوں میں جو اعتماد پیدا ہوا ہے۔ خصوصاً ایران اور افغانستان میں اسلام کی کامیابیوں نے مسلمانوں کو جو نئی راہ دکھائی ہے اور روسیوں نے افغانستان میں ذلت آمیز شکست کھائی ہے اس سے روسی مقبوضہ علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں میں ایک نیا حوصلہ پیدا ہوا ہے اور وہ اس صورت حال سے بے خبر اور متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ٹرانزسٹر ریڈیو کے ذریعے وہ دنیا میں ہونے والی مسلمانوں کی جدوجہد اور کارروائیوں سے آگاہ رہتے ہیں وہ روس کے ایمپائر کے مصنوعی ہونے اور کمیونزم کے زوال پذیر ہونے سے بھی باخبر ہیں لہٰذا وہ ایک مرتبہ پھر بڑے اعتماد سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں اور ایک مرتبہ پھر مخلص مسلمان بن جانے کی جدوجہد کا آغاز کر چکے ہیں۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

(تحریر: محمد خلیل)

جہاد کشمیر میں حصہ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے

اللہ کا فضل وکرم ہے کہ کشمیر کے جیالے اور بہادر مسلمان عوام نے دین مبین اسلام کے اعلاء اور غلامی سے آزاد زندگی گذارنے کی خاطر ہندو غاصبوں کے خلاف جہاد کا آغاز کر چکے ہیں اگرچہ اس سے پہلے بھی کشمیر کے جیالے مسلمان عوام نے حتی المقدور ہندوؤں کے خلاف جہاد کو جاری رکھا تھا لیکن اس وقت یہ جہاد جس مرحلے میں داخل ہو گیا ہے اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ کشمیری عوام کو اپنی قربانیوں کا ثمر ملنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مومن بندوں سے وعدہ کیا ہے کہ تم ہی کامیاب اور غالب ہیں اس شرط پر کہ تم نے میرے دین کے ساتھ اسی طرح ارشاد خداوندی ہے کہ اگر تم میرے دین کے ساتھ تعاون کیا تو ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں گے اور تمہیں ثابت قدم کریں گے۔

کشمیری مسلمانوں نے جہاد کا جو علم بلند کیا ہے یہ سراسر دین کی سربلندی اور کفر کی تسلط سے نجات کے لئے ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور مقصد پوشیدہ نہیں لہذا تمام عالم اسلام پر یہ فرض ہے کہ اس سلسلے میں کشمیر کے جیالے مجاہدین کا ساتھ دے کر ان کے اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے کشمیر کے جاری جہاد کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں بلکہ اعلاء کلمۃ الحق کے لئے ہے چونکہ غلبہ دین اور کفر سے مسلمانوں کی آزادی تمام مسلمانوں کا عظیم مقصد اور ان کا فریضہ ہے لہذا عالم اسلام کو چاہیئے کہ بلا خوف و تردید اور وقت ضائع کئے بغیر فوری طور پر جہاد کشمیر میں شرکت کا اعلان کریں تاکہ ایک طرف فریضہ جہاد ادا ہو جائے اور دوسری طرف قیامت کے دن اللہ کی گرفت سے محفوظ رہ جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ کشمیری مسلمان تن تنہا زندگی کی آخری رمق تک ہندوؤں کے خلاف لڑنے کا قوی عزم کر کے میدان جہاد میں کود پڑے ہیں اور بے جگری سے لڑتے ہوئے یہ بھی ثابت کر کے دکھایا ہے کہ ان کے ولولے جوان اور جذبہ ایمانی و آزادی ناقابل شکست ہیں، لیکن عالم اسلام کو اس سلسلے میں اپنے اسلامی فریضہ کو بھی ادا کرنا ہوگا۔ وہ کشمیری مسلمانوں کے ساتھ جہاد کر کے ان پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اپنا فریضہ خداوندی ادا کریں گے۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ مسلمان خواہ کتنی ہی کم تعداد میں کیوں نہ ہوں اگر اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے کافروں اور ملحدوں کے خلاف میدان جہاد میں کود پڑیں تو فتح و کامرانی مسلمانوں کی ہوگی جس کی تازہ مثال جہاد افغانستان ہر کسی کے سامنے ہے، کوئی بھی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ افغانستان میں ایک قلیل تعداد کے عوام کے ہاتھوں روس جیسی سپر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گی لیکن دنیا نے دیکھا کہ ایمانی ہتھیار سے مالا مال مسلمان قوم نے دنیا کی نمبر ون سپر طاقت روس کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر کے نکال دیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہی صورت حال کشمیر میں بھی رونما ہو جائے گی۔ عالم اسلام کو چاہیئے کہ وہ جہاد افغانستان کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ پر توکل و بھروسہ کر کے کشمیر میں ہندوستان کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔ مسلمانوں کے لئے جہاد کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں رہ گیا ہے کیونکہ کفری ممالک ہر طرف سے مسلمانوں پر گھیرا تنگ کر کے ان پر زندگی کا دائرہ تنگ کرنے میں مصروف ہیں۔ اب مسلمانوں کے لئے عزت و آبرو کی زندگی گذارنا صرف جہاد ہی میں مضمر ہے جب تک جہاد کا راستہ اختیار نہیں کیا جائے گا آزادی کی زندگی میسر نہیں ہو جائے گی۔

افغان مسلمان عوام اس سلسلے میں اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ جہاد کے میدان میں ہر طرح کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ وہ کشمیری بھائیوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ فتح و کامرانی بالآخر ان کی ہوگی اور ہندو غاصب روسی سرخ ریچھوں کی طرح دم دبا کر کشمیر کو خالی کرنے پر مجبور ہو جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔

رپورٹ :- ابوسلونا

مجاھدین سے مل جانے والے
نجیب حکومت کے نائب وزیر کی پریس کانفرنس

کابل کی کٹھ پتلی نجیب حکومت کے نائب وزیر برائے اعلیٰ فنی تعلیم ڈاکٹر عزیز اللہ سعادت حال ہی میں کابل انتظامیہ سے منحرف ہو کر مجاہدین سے آملے ہیں۔ ۵ جنوری کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے انکشاف کیا کہ اگرچہ افغانستان سے روسی فوجیں واپس چلی گئی ہیں تاہم ان کی جگہ افغانستان کو ایسی جدید ٹکنالوجی فراہم کر دی گئی ہے۔ جو افغانستان میں روس کا اثر ورسوخ قائم کرنے میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں اور کابل کے موجودہ حکمران روسی مشیروں کی ہدایت پر روزانہ سینکڑوں بے گناہ افغان شہریوں کا قتل عام کر رہے ہیں

روسی افواج کی افغانستان میں موجودگی کے دور کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر عزیز اللہ نے کہا کہ روسی فوجیوں نے ان گنت دیہاتوں کو مسمار کر دیا۔ زراعت کو تباہ کر کیا اور فصلیں اجاڑ کر رکھ دیں۔ روسی نے افغان عوام کو تقسیم کرنے کے لئے افغانستان میں کئی تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ روس اب بھی افغانستان میں اپنا اثر رسوخ باقی رکھنے کے لئے کوشاں ہے اور اس نے صرف اب اپنی حکمتِ عملی تبدیل کرلی ہے۔ روس کی نئی حکمتِ عملی نو آبادیاتی طاقتوں کی حکمت عملی سے ملتا جلتا ہے۔

پروفیسر عزیز اللہ نے انکشاف کیا روس اب نجیب حکومت کو ماہانہ تین سو ملین ڈالر مالیت کے ہتھیار فراہم کر رہا ہے اور ان جدید ہتھیاروں کو چلانے اور ان پر کابل فوجیوں کو تربیت دینے کے لئے سینکڑوں روسی مشیر افغانستان میں موجود ہیں۔ انھوں نے کہا کہ روسی فضائیہ بھی نجیب حکومت کو قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ روسی ریاستوں ترکمانستان، ازبکستان اور تاجکستان کے علاقوں سے نوجوانوں کو افغان فوج میں بھرتی کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ روس افغانستان میں علاقائیت، لسانیت، اور فرقہ واریت کو بھی ہوا دے رہا ہے۔

ڈاکٹر عزیز اللہ نے کہا کہ افغان عوام اپنے مسائل خود حل کر سکتے ہیں۔ لیکن روس اس ملک کو مسائل میں الجھائے رکھنا چاہتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ روسی انٹیلی جنس کے ایجنٹ افغان فوج، فضائیہ اور دوسرے اداروں میں داخل ہو چکے ہیں اس لئے نجیب حکومت کے خلاف فوج کی طرف سے تختہ الٹنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ انھیں وزیر اعظم ڈاکٹر حسن شرق کی کابینہ میں شامل کیا گیا تھا انھوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ وہ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں صحت کی خرابی کا بہانہ کر کے بھارت چلے گئے تھے۔ جہاں سے اس سال ۲ جنوری کو وہ افغان مجاہدین کی دعوت پر اسلام آباد آگئے۔ انھوں نے کہا کہ میں افغان مجاہدین کا حامی ہوں اور اب مجاہدین کے لئے کام کروں گا۔

محاذِ جنگ کی خبریں

قندھار ایئرپورٹ پر حملے میں ایک ٹینک

خاد کے ڈائریکٹر راز گل کو گرفتار کر لیا گیا

۷ جنوری۔ (اژانس افغان) افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۲ جنوری کو درہ کوتل سے ایئرپورٹ پر حملہ کیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع مطابق تیز رفتار کارروائی کے دوران رن وے اور فوجی تنصیبات کے علاوہ ہوائی اڈے کے لئے حفاظت پر مامور ایک ٹینک تباہ ہو گیا جس کا عملہ مارا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کے ایک اور گروپ نے اگلے روز قندھار کے جنوب میں دوراہا کے مقام گھات لگا کر ایک فوجی جیپ قابو کر لی جس پر خاد کا ڈائریکٹر راز گل سوار تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ خاد کا ڈائریکٹر بکتربند گاڑیوں کی حفاظت میں شہر صفا سے قندھار آ رہا تھا۔ کہ اطلاع ملنے پر مجاہدین نے فوجی قافلے پر یلغار کر دی مجاہدین نے جیپ پر قبضہ کرنے کے ساتھ خاد کے ڈائریکٹر اور تین فوجیوں کو آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا۔

جلال آباد کے محاذ پر خونریز جھڑپیں

فوجی ہیڈ کوارٹر اور ہوائی اڈے پر حملے

اٹھارہ کابل فوجی زخمی ہو گئے

۷ جنوری (اژانس افغان) کابل ریڈیو نے جلال آباد کے محاذ پر خونریز جھڑپوں کی اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ مجاہدین نے چاروں طرف سے جلال آباد گیریژن اور ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا ہے۔ ریڈیو کے مطابق عبدالخیر، بہسود، شیخ مصری، سرخ رود فیوہ اور ثمر خیل کے ٹھکانوں سے مجاہدین نے جلال آباد پر راکٹوں سے حملے لئے جس کے نتیجے میں اٹھارہ کابل فوجی زخمی ہو گئے۔ ریڈیو نے جانی نقصانات ظاہر نہ کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ کابل دستوں نے جوابی حملوں میں مجاہدین کے اسلحے اور گولہ بارود کے ذخائر تباہ کر دیے۔

شاہراہ سالانگ پر فوجی رسد کے

سب سے بڑے مرکز قلعہ گئی پر حملہ

کندز میں محصور دستوں کو اسلحہ اور

گولہ بارود پہنچانے کی کوشش ناکام بنا دی گئی

۴ جنوری (اژانس افغان) گذشتہ ایک ہفتے کے دوران مجاہدین نے دوسری بار شاہراہ سالانگ پر دوشی اور پل خمری کے درمیان فوجی رسد کے سب سے بڑے مرکز قلعہ گئی کو نشانہ بنایا جہاں سے کندز میں محصور دستوں کے لئے اسلحہ اور گولہ بارود بھیجا جا رہا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مجاہدین نے کمانڈر پائندہ محمد خان کی قیادت میں سال

نو کے پہلے دن قلعہ گئی پر یلغار کی جس میں حفاظتی دستے کے چار فوجی ہلاک اور سات گرفتار کر لئے گئے ۔ اس معرکے میں کندز کے لئے جانے والی تین مشین گنوں اور ساون بھاری ہتھیاروں پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ تیز رفتار حملے کے دوران قلعہ گئی کی ایک حفاظتی چوکی شدید متاثر ہوئی۔ شاہراہ سالانگ پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے لئے مجاہدین نے فنجان کے علاقے تین مزید چوکیاں بکتر بند دستوں سے خالی کرائیں۔ ان چوکیوں سے ساٹھ کابل فوجی گرفتار اور دیگر فرار ہو گئے جبکہ دو مجاہد شہید بتائے گئے ہیں۔

غزنی ایئرپورٹ پر مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی

اٹھارہ فوجی ہلاک و زخمی،

ایک ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہوگئی

۴ جنوری (آژانس افغان) افغان مجاہدین کے چھاپہ مار گروپ نے ۳۱ دسمبر کی صبح غزنی ایئرپورٹ اور فوجی ہیڈ کوارٹر کو بیک وقت نشانہ بنایا جہاں اٹھارہ کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اس کارروائی میں ایک ٹینک اور ایک فوجی گاڑی راکٹوں کے فائر سے تباہ ہو گئی۔ اسی روز کابل کے جنوب کی طرف وادی لوگر کے ہیڈ کوارٹر پل عالم پر راکٹوں سے یلغار کر کے مجاہدین نے متعدد سرکاری تنصیبات اڑا دیئیں

روسی مقبوضہ ریاستوں میں

افغان مجاہدین کے مراکز

روسی نظام اور اقتدار کے خلاف

جدوجہد شروع ہو گئی ہے

—— کے جی بی کی رپورٹ

۵ جنوری (آژانس افغان) روسی مقبوضہ ریاست تاجکستان میں کے جی بی کے سربراہ نے ماسکو کے حکمرانوں کو خبردار کیا ہے کہ روسی نظام اور اقتدار کو کمزور بنانے کے لئے تاجکستان کے علاوہ دیگر مقبوضہ مسلم ریاستوں میں جدوجہد شروع ہو چکی ہے۔ کے جی بی کے سربراہ نے وسط ایشیا کی ریاستوں میں حالیہ مظاہروں اور سیاسی صورت حال کے بارے ایک رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ افغان تحریک مزاحمت کے اثرات پوری طرح پھیل چکے ہیں۔ اور مسلح جدوجہد کے لئے مسلمان نوجوانوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق "بیرونی طاقتوں" کی مدد سے وسط ایشیا میں اسلحہ پھیلایا جا رہا ہے۔ کے جی بی کے سربراہ نے اس امر پر بڑی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ وسط ایشیا کی مسلمان آبادی کے دریائے آمو کے پار افغانوں سے صدیوں کے دینی اور تہذیبی رشتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں افغان جہاد کے "دوسرے مرحلے" کو روکنا مشکل ہو گیا ہے۔ رپورٹ میں یاد دلایا گیا ہے کہ وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں پر جب قبضہ کیا گیا تھا تو اس کے خلاف بارہ برس تک ناکام مزاحمت جاری رہی تاہم اب حالات بہت مختلف ہیں جس کے پیش نظر ہمہ گیر اقدامات کرنے ہوں گے۔

شاہراہ سالانگ پر طیاروں کی حالیہ

بمباری سے چار افراد شہید

متعدد کابل فوجی ہلاک و زخمی،

بھاری اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا

۵ جنوری (آژانس افغان) صوبہ پروان کے ہیڈ کوارٹر چاریکار اور جبل السراج کے درمیان تیرہ کلومیٹر راستے میں مجاہدین نے کمانڈر استاد فتح محمد خان کی قیادت میں دستوں کی پیش قدمی روک دی اطلاعات کے مطابق راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک ناکارہ اور تین ٹرک تباہ کر دیئے گئے جن پر اسلحہ اور گولہ بارود لدا ہوا تھا۔ تیز رفتار حملوں دوران کابل دستوں کو دو چوکیاں خالی کرنی پڑیں جہاں متعدد فوجی ہلاک و زخمی اور چار گرفتار کر لیے گئے۔ ان چوکیوں سے

بمباری اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ بتایا گیا ہے کہ بعد ازاں کابل انتظامیہ کے طیاروں نے دیہی آبادیوں پر بمباری کی جس کے نتیجے میں چار افغان شہری اور بستر ہ زخمی ہو گئے۔ بمباری سے متاثرہ حاجی جان کے علاقے متعدد مکانات تباہ اور مویشی ہلاک ہو گئے۔

نجیب انتظامیہ کے لئے روسی اسلحے

اور مگ ۲۹ طیاروں کی فراہمی

جدید ترین طیارے مزار شریف میں رکھے گئے ہیں

۶ جنوری۔ (آژانس افغان) نجیب انتظامیہ کے لئے روسی اسلحے کی ترسیل تیز کر دی گئی ہے۔ اور اب روزانہ بیس طیارے اسلحہ لیکر کابل ایئرپورٹ اتر رہے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ہر طیارے میں تقریباً چالیس ٹن ہوتا ہے اور اس طرح آٹھ سو ٹن اسلحہ روزانہ کابل پہنچا جا رہا ہے۔ موسم میں عام طور پر اسلحے سے لدی ہوئی چودہ پروازیں کابل اترتی ہیں تاہم اس سال شدید موسم کی وجہ سے طیاروں کی آمد و رفت میں تعطل اور مجاہدین کے مسلسل حملوں کی بنا پر اسلحے کی ترسیل معمول سے ہٹ کر جاری رکھنے کا اقدام کیا گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اسلحے کی کھیپ میں سکڈ کے علاوہ میزائل بھی شامل ہیں۔ جو آٹھ سو کلومیٹر تک مار کر سکتے ہیں۔ دریں اثناء معلوم ہوا ہے کہ روسی حکمرانوں نے کٹھ پتلی انتظامیہ کو چودہ مگ ۲۹، اور آٹھ مگ ۲۷ طیارے فراہم کر رہے ہیں، جن کے بارے گذشتہ جون میں روسی حکومت نے اعلان کیا تھا۔ ماسکو نے نجیب ٹولے کو یقین دہانی کرائی تھی کہ فضائی کارروائی اور بمباری کے لئے جدید مگ طیارے دیئے جائیں گے۔ بتایا گیا ہے کہ ان طیاروں کو مزار شریف کے زیر زمین بنکروں میں رکھا گیا ہے جہاں در تقسیم زدہ افغانستان، کے لئے ہیڈکوارٹر بنانے کی تجویز پر عمل در آمد جاری ہے۔

صوبہ غزنی میں خاد کے تین ایجنٹوں کی گرفتاری

کابل قندھار شاہراہ پر حفاظتی چوکی تباہ کر دی گئی

۶ جنوری (آژانس افغان) غزنی سے ۱۵۲ کلومیٹر اور کابل قندھار شاہراہ پر سب ڈویژنل قصبے مقر میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی تباہ کر دی جس میں مقیم بیس کابل فوجی گرفتار اور دیگر فرار ہو گئے۔ حفاظتی چوکی سے دو جیپیں، پچاس کلاشنکوف رائفلیں اور سامان رسد کا بھاری ذخیرہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ادھر مقر سے جنوب مشرق کی طرف ناوہ کے مقام مجاہدین نے خاد کے تین ایجنٹ گرفتار کر لیے۔

۸ جنوری (آژانس افغان) ریڈیو ماسکو نے ۱۹۸۹ء کے دوران کابل انتظامیہ کے نقصانات کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ گذشتہ برس مجاہدین کے حملوں میں تین ہزار افراد مارے گئے۔ ریڈیو کے مطابق افغانستان کے دارالحکومت کابل سمیت دیگر فوجی ٹھکانوں پر چالیس ہزار راکٹ برسائے گئے تاہم ریڈیو نے کابل انتظامیہ کے فوجی نقصانات کا ذکر نہیں۔

کندز شہر پر قبضہ کرنے کے لئے

مجاہدین اور فوجی دستوں میں خونریز لڑائی

۳ جنوری (آژانس افغان) روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے کندز کے ہیڈکوارٹر پر قبضہ کرنے کے لئے مجاہدین نے کمانڈر سید حمید اللہ آغا اور کمانڈر عبدالہادی قلج کی قیادت میں گذشتہ ہفتے سے کارروائی شروع کر رکھی ہے مجاہدین کے کمانڈروں کی اطلاعات کے مطابق اس مہم کے دوران تین طیارے گرا لیے گئے جبکہ آٹھ ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں کے علاوہ ایک بھاری توپ تباہ کر دی گئی۔ بتایا گیا ہے۔ کہ کندز شہر میں گورنر ہاؤس، ہائی ہیڈکوارٹر اور متعدد حفاظتی چوکیاں راکٹوں اور مارٹروں کے فائر سے شدید متاثر ہوئیں۔ جہاں ۸۰ سے زائد کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ زمینی دستوں کی گولہ باری کے ساتھ جنگی طیاروں نے مجاہدین کے مورچوں اور دیہی آبادیوں پر بمباری کی جس سے فصلوں اور مکانات کو وسیع پیمانے پر نقصان پہنچا ہے۔ ان طیاروں کی بمباری سے جو بعض اطلاعات کے مطابق روسی علاقے ترمیز سے آئے تھے۔ پندرہ مجاہدین اور متعدد افغان شہری شہید ہو گئے۔ بمباری سے زرخار اور قراول کے علاقے سب سے زیادہ

متاثر ہوئے جہاں کی بیشتر آبادی ملحقہ آزاد صوبے تخار ہجرت کر گئی ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ تباہ ہونے والے طیاروں کا ملبہ کندز کے نواح اور باسوس کے علاقے میں بکھر گیا تاہم پائلٹوں اور حملے کے بارے علم نہیں ہو سکا۔ مجاہدین کندز شہر کا محاصرہ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر نجیب اور وزیراعظم کے حامیوں میں مسلح جھڑپ

پولٹ بیورو کا رکن اور خاد کا ڈائریکٹر ہلاک، متعدد اعلیٰ افسر گرفتار کر لئے گئے

۸ جنوری (آژانس افغان) کابل انتظامیہ کی فوج میں روز افزوں تحلیل کے بعد اعلیٰ سول افسر بھی نجیب ٹولے کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق کابل انتظامیہ کے متحارب پرچم اور خلق دھڑوں کی کشمکش کے ساتھ اب پرچم دھڑے کے عہدے دار ڈاکٹر نجیب اور وزیراعظم سلطان علی کشتمند کے حامیوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ۵ جنوری کو قصر گل خانہ میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے صدر نجیب اور وزیراعظم کے حامیوں میں مسلح جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں وزیراعظم کے حامی اور پولٹ بیورو کے رکن رجب علی کے علاوہ خاد کے اعلیٰ افسر محمد علی خان ہلاک ہو گئے۔ بتایا ہے کہ خونریز تصادم کے بعد وزیراعظم کے متعدد حامی پل چرخی جیل میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ کابل کے سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ ڈاکٹر نجیب سے نجات حاصل کرنے کی مہم فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ ان حلقوں کے مطابق خلقی دھڑے سے تعلق رکھنے والے فوجی افسروں کی گرفتاری سے فوج کا غالب حصہ پہلے ہی متاثر تھا جبکہ وزیراعظم کے حامیوں کی پکڑ دھکڑ سے پرچم دھڑے میں پھوٹ گئی ہے۔

روسی جارحیت کی برسی پر

مجاہدین کے مزید حملے

یکم جنوری (آژانس افغان) کابل کے بعد روسی جارحیت کی دسویں برسی پر مجاہدین نے بگرام ایئربیس کو نشانہ بنایا جہاں ایک طیارہ اور پانچ ٹینک تباہ کر دیئے گئے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ کمانڈر استاد فتح محمد خان کی قیادت میں راکٹوں کی یلغار سے ایک حفاظتی چوکی بھی تباہ ہو گئی جہاں بیس سے زائد کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ حملے کے بعد کابل انتظامیہ کے طیاروں نے مجاہدین کے مراکز پر بمباری کی جس سے تین افغان شہری شہید اور بارہ زخمی ہو گئے۔ ۲۷ دسمبر کو مجاہدین نے شاہراہ سالانگ پر پل خمری اور رسد کے مرکز کیلہ گئی پر راکٹوں سے حملہ کیا تاہم یہاں کے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔ اطلاعات کے مطابق اسی روز صوبہ پکتیا کے ہیڈ کوارٹر گردیز پر مجاہدین نے گولہ باری کی جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور اس کا عملہ مارا گیا۔

صوبہ فراہ میں بمباری کرنے والا ایک ہیلی کاپٹر تباہ

دو ٹینکوں کا صفایا، اٹھارہ کابل فوجی ہلاک اور زخمی

۱۰ جنوری (آژانس افغان) ایرانی سرحد پر واقع مغربی افغان صوبے فراہ جہاں مجاہدین نے گذشتہ ہفتے ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ خونریز جھڑپیں جاری ہیں۔ جن میں کابل دستوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ مجاہدین کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ فراہ شہر میں چھاؤنی اور ایئرپورٹ پر حملوں کا آغاز ۲۳ دسمبر سے کیا گیا جب فوجی دستے مجاہدین کے ٹھکانوں پر یلغار کرنے والے تھے مجاہدین نے راکٹوں کے فائر سے ہوائی اڈے کا راڈار سسٹم غیر موثر بنا دیا جبکہ جبکہ وائرلیس روم میں آگ اٹھی۔ اگلے روز مجاہدین نے ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ جو ان کے مورچوں پر بمباری کر رہا تھا۔ اینٹی ایئرکرافٹ گنوں کے فائر سے ہیلی کاپٹر کو آگ لگ گئی تاہم اس کا پائلٹ کاپٹر کو ہوائی اڈے تک لیجانے میں کامیاب ہو گیا جہاں یہ ہیلی کاپٹر ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ اور عملے کے بارے بھی مزید معلومات نہیں مل سکیں۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے ۱۸ دسمبر کو فراہ شہر کے ارد گرد حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دو ٹینک تباہ اور ان کا عملہ مارا گیا۔ اس کارروائی میں اٹھارہ کابل فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

روسی انخلا کے بعد چھاپہ مار جنگ تیز ہو گئی

کابل پر چار ہزار راکٹ برسائے گئے ۔ ریڈیو ماسکو

۲ رجنوری ۔ (اثنا نسی اتغانسی) ریڈیو ماسکو نے ۲۷ دسمبر کے موقع پر کابل میں مجاہدین کے حملوں کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ ان کارروائیوں میں متعدد افراد ادر زخمی ہو گئے، جس میں فوجی بھی شامل ہیں۔ ریڈیو ماسکو نے کابل انتظامیہ کی وزارت خارجہ کے ترجمان کے حوالے سے اعتراف کیا کہ افغانستان سے روسی دستوں کی واپسی کے بعد چھاپہ مار جنگ مزید تیز ہو گئی ہے ۔ ریڈیو کے مطابق گذشتہ سال کے دوران کابل پر چار ہزار راکٹ برسائے گئے جس کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر جانی و مالی نقصان ہوا ۔

مغربی افغان صوبے فاریاب میں روسی طیاروں کی بمباری سے ۷۰ افراد شہید، خونریز لڑائی کے دوران دو طیارے ایک ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا

۱۰ رجنوری ۔ روسی سرحد پر واقع شمالی مغربی افغان صوبے فاریاب میں مجاہدین کا حملہ ناکام بنانے کے لئے کابل دستوں کے علاوہ سرحد پار سے روسی طیاروں نے اندھا دھند بمباری کی جس سے بائیس مجاہدین سمیت ۷۰ افغان شہری شہید ہو گئے ۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے تحریک مزاحمت کے حوالے سے بتایا ہے کہ جنوری کے پہلے ہفتے اس بمباری سے درجنوں مکانات تباہ اور بڑی تعداد میں مویشی ہلاک ہو گئے اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے سرحدی قصبے دولت آباد اس کے جنوب میں سب ڈویژنل قصبے شیرین تگاب کے فوجی ٹھکانوں پر حملے کئے جہاں دو سو سے زائد کابل فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں ۔ ان کارروائیوں میں کابل انتظامیہ کا ایک رجمنٹل ہیڈ کوارٹر اور دو فوجی کیمپ شدید متاثر ہوئے جنھیں گولہ باری سے آگ لگ گئی تھی ۔ مجاہدین کے حملوں کے بعد روسی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں نے دیہی آبادیوں کو نشانہ بنایا جس کے دوران دو طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا ۔ روسی نشانات اور نمبروں والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ دولت آباد کے نزدیک بکھر گیا ۔ جبکہ دونوں طیارے آگ کے شعلوں میں سرحد پار گر کر تباہ ہو گئے ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گزشتہ دو ماہ سے متاثرہ علاقوں میں مجاہدین اور کابل دستوں کی جھڑپیں جاری ہیں ۔

شاہراہ سالانگ پر خونریز جھڑپ میں کابل انتظامیہ کا ایک کرنل ہلاک ایک ٹینک ۳ گاڑیاں تباہ کر دی گئیں ۔ کابل انتظامیہ کی انتقامی بمباری

۱۰ رجنوری ۔ افغان مجاہدین نے کمانڈر استاد محمد خان کی قیادت میں ۴ جنوری کو چاریکار اور جبل السراج کے درمیان خواجہ سیاران کے مقام پر فوجی قافلے پر حملہ کیا جس کے دوران ایک ٹینک اور تین گاڑیاں تباہ کر دی گئیں ۔ اطلاعات کے مطابق ایک گاڑی میں ایک کرنل مصری اکرم سمیت پانچ فوجی افسر سوار تھے جو تمام موقع پر ہلاک ہو گئے ۔ چھاپہ مار کارروائی کے بعد کابل انتظامیہ کے طیاروں نے جبل السراج اور ریگرام کی دیہی آبادیوں پر بمباری کی تاہم اس سے ہونے والا نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا ۔

وادی لوگر میں تازہ دم فوجی دستے بھیجنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی دیہی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری، خونریز جھڑپیں جاری ہیں

۱۱ رجنوری ۔ کابل انتظامیہ کو صوبہ پکتیا کی سرحدی چھاؤنی خوست اور گردیز میں محصور دستوں کی امداد کے لئے تازہ دم فوجی بھیجنے کی کوشش میں بھاری جانی اور مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑا ۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق گذشتہ ستمبر کے بعد وادی لوگر میں فوجی دستوں کی نقل و حرکت کا مقصد کابل کو گردیز سے ملانے والی سڑک پر آمد و رفت بحال رکھنا ہے جہاں مختلف مقامات پر یہ سڑک مجاہدین کے کنٹرول میں ہے ۔ بتایا گیا ہے کہ فوجی دستوں کی پیش قدمی کے ساتھ کابل انتظامیہ کے طیاروں نے دیہی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کی تاہم مجاہدین نے بکتر بند دستوں کو آزاد قصبے محمد آغا سے پہلے رکنے پر مجبور کر دیا ۔ جنگی طیاروں کی بمباری سے ہونے والے جانی اور مالی نقصان کے بارے اطلاع نہیں مل سکی جبکہ مجاہدین اور بکتر بند دستوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں ۔ یاد رہے کہ تین روز قبل مجاہدین نے بمباری کرنے والا ایک طیارہ مار گرایا تھا جس کا پائلٹ گرفتار کر لیا گیا ۔

صوبہ لغمان میں چھاپہ مار کارروائی متعدد کابل فوجی ہلاک و زخمی ایک بیرک تباہ ہو گئی

۱۱ رجنوری ۔ شمالی افغان صوبے لغمان میں چھاپہ مار مجاہدین کے ایک

گروپ نے ۵ جنوری کو صوبائی ہیڈ کوارٹر مہترلام کے فوجی کیمپ پر حملہ کیا۔ اطلاعات کے مطابق اس کارروائی میں متعدد کابل فوجی ہلاک وزخمی اور ایک بیرک تباہ ہوگئی۔ کابل ریڈیو نے مجاہدین کے حملے کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ مجاہدین کو اس حملے میں پسپا ہونا پڑا۔

افغانستان کے چار صوبوں میں خونریز جھڑپیں

مجاہدین کے حملے پسپا کردئے گئے۔ ریڈیو ماسکو

۱۲ جنوری۔ ماسکو ریڈیو نے افغانستان کے صوبے ننگرہار، پکتیا قندہار اور ہلمند میں چھاپہ مار کارروائیوں کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ کابل انتظامیہ کے فوجی دستوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر گولہ باری کی ہے ریڈیو نے کابل انتظامیہ کے نقصان کا تذکرہ کئے بغیر دعویٰ کیا کہ مجاہدین کے حملے پسپا کردیے گئے۔

روسیوں نے افغانستان کو کھنڈر میں تبدیل کردیا ہے

تعمیر نو کیلئے کثیر سرمایہ اور برسوں درکار ہیں۔ پروفیسر حبیب الرحمٰن ہالہ

۱۲ جنوری۔ کابل یونیورسٹی میں شعبہ صحافت کے سابق چیئرمین اور معروف صحافی پروفیسر حبیب الرحمان ہالہ نے کہا ہے کہ واپسی سے قبل جارح روسی افغانستان کو کھنڈر میں تبدیل کرچکے ہیں جس کی تعمیر نو کے لئے کثیر سرمایہ اور برسوں کی مدت درکار ہوگی۔ پشاور میں ایجنسی افغان پریس سے انٹرویو کرتے ہوئے پروفیسر حبیب الرحمٰن ہالہ نے بتایا کہ حکران جماعت اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے علاوہ فوج اور دیگر حساس اداروں میں اب بھی تمام اہم عہدوں پر روسی قابض ہیں جو ماسکو کی ہدایت پر کام کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ روسیوں کی موجودگی کے باوجود نجیب ٹولہ شکست وریخت کے مراحل میں ہے اور فوج کی روز افزوں تحلیل سے کٹھ پتلی انتظامیہ اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مجاہدین جنگ جیت چکے ہیں اور انہیں کاروبارِ مملکت چلانے کی صلاحیت پیدا کرنی ہوگی۔

افغان دارالحکومت پر مجاہدین کا ایک اور حملہ

ہوائی اڈے، ملٹری اکیڈمی اور اہم تنصیبات شدید متاثر

۱۴ جنوری۔ روسی جارحیت کی دسویں برسی کے موقع پر ۲۷ دسمبر کو کابل پر حملوں کے بعد مجاہدین نے ۹ جنوری کو افغان دارالحکومت پر ایک اور یلغار کی جس کے دوران ایئرپورٹ، ملٹری اکیڈمی اور دیگر اہم تنصیبات نشانہ بن گئیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق مجاہدین کا حملہ اتنا اچانک تھا کہ کابل انتظامیہ کے دستے جوابی اقدام نہ کرسکے۔ زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائلوں سے متاثرہ مقامات پر آگ لگ گئی جہاں کم ازکم دس فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔ ہلاک ہونے والے فوجیوں کی لاشوں اور زخمیوں کو ایمبولینس گاڑیوں کے ذریعے چار صد بستر ہسپتال منتقل کیا گیا۔ اس کارروائی کے بعد فوراً کابل انتظامیہ کے طیاروں نے شکردرہ کے مقام مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کی جس سے پانچ مجاہدین شہید اور بارہ زخمی ہوگئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق اسی روز مجاہدین کے کمانڈر عبدالکریم عابد کی قیادت میں سب ڈویژنل ہیڈکوارٹر قرہ باغ کے نزدیک گشتی دستے کے ایک ٹینک پر قبضہ کرلیا۔ جس کے عملے نے ہتھیار ڈال دیئے۔

ماسکو کیطرف سے پانچ صوبائی ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کے قبضے کا اعتراف

مشرقی اور جنوب مشرقی افغانستان میں جنگ جاری ہے ریڈیو ماسکو

۱۴ جنوری۔ ریڈیو ماسکو نے اپنے حالیہ نشریئے میں اعتراف کیا ہے کہ افغان مجاہدین پانچ صوبائی ہیڈکوارٹروں پر قابض ہیں۔ ریڈیو کے مطابق نجیب انتظامیہ موجودہ وقت ۳۱ میں سے ۲۶ صوبائی صدر مقامات پر کنٹرول رکھتی ہے۔ ریڈیو نے یہ بھی تصدیق کی کہ افغانستان کے مشرق اور جنوب مشرقی علاقوں میں جنگ جاری ہے جہاں مجاہدین آزاد علاقوں سے حملے کرتے ہیں۔

صوبہ بغلان میں شاہراہ سالانگ کے اطراف پر شدید بمباری

دو گاؤں تباہ، تیس سے زائد افغان شہری شہید ہو گئے

۱۶ جنوری۔ کابل کے شمال کی طرف شاہراہ سالانگ کے اطراف میں صوبہ بغلان کے قصبوں خنجان اور دوشی کے درمیان نجیب انتظامیہ کے طیاروں کی شدید بمباری سے دو گاؤں تباہ ہوگئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق بکتر بند دستوں نے شاہراہ سالانگ کی ناکہ بندی ختم کرنے کے لیے ۱۱ جنوری کو متاثرہ علاقوں پر حملہ کیا جہاں کمانڈر پائندہ محمد خان کی قیادت میں مجاہدین نے دن بھر کی مزاحمت کے بعد کابل دستوں کو پسپا کردیا۔ حملہ آور فوجیوں کی قیادت کرنے والا بریگیڈیئر جنرل جیاد محافظوں سمیت زخمی بتایا گیا ہے جبکہ متعدد فوجی مارے گئے۔ فوجی

کارروائی میں شریک ہیلی کاپٹروں اور طیاروں نے شدید بمباری کی جس سے دروازہ، چرکارہ، سیاہ بوٹی، فراز اور درشاخ نامی دیہاتوں میں تباہی پھیل گئی۔ بمباری سے دروازہ اور درشاخ کے گاؤں کھنڈر بن گئے جہاں تینتیس سے زائد عورتیں اور بچے شہید اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہراہ سالانگ کے دونوں طرف واقع شہری آبادی کو مجاہدین نے آزاد علاقوں میں منتقل ہونے کی تلقین کی ہے۔ ہجرت کے بعد کابل دستوں نے چار دیہات بلڈوزروں سے صاف کر دیئے اور گھروں سے قیمتی اشیاء کے علاوہ ایندھن وغیرہ لوٹ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

لشکر گاہ میں گورنر ہاؤس پر مجاہدین کا حملہ

قندہار میں چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران پانچ فوجی ہلاک

۱۸ر جنوری ۔ افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے صوبائی ہیڈ کوارٹر لشکر گاہ میں گورنر ہاؤس پر راکٹوں سے حملہ کیا جہاں "مرحلہ نو" کے نام سے "انقلاب ثور" کی دسویں سالگرہ کے سلسلے میں تقریب جاری تھی۔ راکٹوں کے فائر سے گورنر ہاؤس کی حفاظتی چوکی شدید متاثر ہوئی جبکہ تقریب میں شریک خاد کے ایک اعلیٰ افسر سمیت آٹھ سرکاری عہدے دار مارے گئے۔ تاہم گورنر بال بال بچ گئے۔ ادھر قندہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین کے ۱۵ر جنوری کو راکٹوں سے ایک جیپ تباہ کر دی جو ائیرپورٹ جا رہی تھی۔ جیپ میں سوار تین فوجی موقع پر ہلاک ہو گئے اسی روز قندھار کے مضافاتی علاقے ڈنڈ میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند گاڑی ناکارہ اور اس کا عملہ مارا گیا۔ اس کارروائی میں اسلحہ اور گولہ بارود کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی۔

خوست کے ہوائی اڈے پر دو ٹرانسپورٹ طیارے تباہ

۱۵ر جنوری ۔ افغانستان کے صوبے پکتیا میں خوست کے محاذ پر موجودہ لڑائی کے دوران مجاہدین نے ۱۴ر جنوری کی رات دو ٹرانسپورٹ طیارے مار گرائے جو خوست کے ہوائی اڈے پر اتر رہے تھے صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی فوجی کمان کے ترجمان مولانا محمد یعقوب شریعت یار نے اطلاع دی ہے کہ رسد اور فوجی سامان لانے والے ٹرانسپورٹ طیاروں کی آمد کے بارے میں تحریک مزاحمت کے ہمدرد کابل حکام نے مجاہدین کو باخبر کیا تھا۔ ترجمان کے مطابق مجاہدین نے رات کے ایک بجے دونوں طیاروں کو راکٹوں اور مارٹروں سے نشانہ بنایا جنھیں فوراً آگ لگ گئی۔ ان طیاروں کا ملبہ خوست کے ہوائی اڈے پر جا گرا جہاں صبح تک دھماکے ہوتے رہے اس معرکے میں حصہ لینے والے حضرت سلمان فارسی رضی فرنٹ کے مجاہدین جوابی حملے سے محفوظ رہے تاہم کابل دستوں کے جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ ترجمان نے بتایا کہ خوست کے محاذ پر جنگ جاری ہے جس میں سات جماعتی اتحاد کی تمام تنظیموں کے مجاہدین حصہ لے رہے ہیں۔

وادی لوگر میں تازہ دم دستوں اور مجاہدین کے درمیان تصادم

چار چوکیاں تباہ، اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا

۱۵ر جنوری ۔ وادی لوگر میں مجاہدین کے تازہ دم دستوں کا حملہ ناکام بنا دیا ہے جس کا مقصد گردیز جانے والی سڑک پر ناکہ بندی ختم کر کے آگے پیش قدمی کرنا تھا۔ اطلاعات کے مطابق فوجی دستوں نے محمد آغا قصبے کے شمال کی طرف چار چوکیاں قائم کی تھیں جنھیں تباہ کر دیا گیا۔ ان چوکیوں سے ایک بھاری توپ خانہ سمیت اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

تبلیغ کے سلسلہ میں ہم نے وہی طریق کار اپنے کارکنوں کو سکھانے کی کوشش کی ہے جو قرآنِ مجید میں تعلیم فرمایا گیا ہے یعنی یہ کہ حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ خدا کے راستے کی طرف دعوت دیں تدریج اور فطری ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے لوگوں کے سامنے دین کے اوّلین بنیادی اصولوں کو اور پھر رفتہ رفتہ ان کے مقتضیات اور لوازم کو پیش کریں کسی کو اس کی قوتِ ہضم سے بڑھ کر خوراک دینے کی کوشش نہ کریں، فروع کو اصول پر اور جزئیات کو کلیات پر مقدم نہ کریں، بنیادی خرابیوں کو رفع کیے بغیر ظاہری بُرائیوں اور بیرونی شاخوں کو چھانٹنے اور کاٹنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں غفلت اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کے ساتھ نفرت و کراہیت کا برتاؤ کرنے کے بجائے ایک طبیب کی سی ہمدردی و خیرخواہی کے ساتھ ان کے علاج کی فکر کریں، گالیوں اور پتھروں کے جواب میں دعائے خیر کرنا سیکھیں، ظلم اور ایذا رسانی پر صبر کریں، جاہلوں سے بحثوں اور مناظروں اور نفسانی مجادلوں میں نہ اُلجھیں، لغو و بیہودہ باتوں سے عالی ظرف اور شریف لوگوں کی طرح درگزر کریں، جو لوگ حق سے مستغنی بنے ہوتے ہوں ان کے پیچھے پڑنے کے بجائے ان لوگوں کی طرف توجہ کریں جن کے اندر کچھ طلبِ حق پائی جاتی ہو خواہ وہ دنیوی اعتبار سے کتنے ہی ناقابلِ توجہ سمجھے جاتے ہوں۔ اور اپنی اس تمام سعی و جہد میں ریا اور نمود و نمائش سے بچیں، اپنے کارناموں کو گنانے اور فخر کے ساتھ ان کا مظاہرہ کرنے اور لوگوں کی توجہات اپنی طرف کھینچنے کی ذرہ برابر کوشش نہ کریں بلکہ جو کچھ کریں اس نیت اور اس یقین و اطمینان کے ساتھ کریں کہ ان کا سارا عمل خدا کے لیے ہے اور خدا بہرحال ان کی خدمات سے بھی واقف ہے اور ان خدمات کی قدر بھی اسی کے ہاں ہونی ہے خواہ خلق اس سے واقف ہو یا نہ ہو اور خلق کی طرف سے سزا ملے یا جزا۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ہمارا نعرہ

- ہمارا ہدف اللہ تعالیٰ کی رضا۔
- اسلامی تعلیمات ہماری زندگی کی راہنما۔
- خدا کی تائید اور نصرت پر کامل بھروسہ ہمارا ایمان۔
- جہاد فی سبیل اللہ ہماری راہ۔
- اور حزب اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدین کی تنظیم ہمارے جہاد کا محاذ۔

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور غربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اسلامی کا احیاء۔

ہم نے روسیوں پر ثابت کر دیا ہے کہ افغانستان جیکو یسلواکیہ نہیں اسی طرح ہم امریکہ کو بھی بتانا چاہتے ہیں کہ وہ افغانستان کو پاپامہ نہ سمجھے ہکمتیار